Postal Reg. No. GDP/001/2013-15

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 63

ایڈیٹر

منیر احمد خادم

نائبین

قریشی محمد فضل اللہ

تنویر احمد ناصر ایم اے

ہفت روزہ

بدر

BADR

The weekly

Qadian

قادیان

شمارہ 45

شرح چندہ

سالانہ 550 روپے

بیرونی ممالک

بذریعہ ہوائی ڈاک

50 پاؤنڈ یا 80 ڈالر

امریکن

80 کینیڈین ڈالر

یا 60 یورو

www.akhbarbadrqadian.in

12 محرم 1435 ہجری / 6 نبوت 1393 ہش / 6 نومبر 2014ء

اخبار احمدیہ

قادیان دارالامان: سیدنا حضرت امیر المومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں۔ الحمدللہ۔ احباب کرام حضور انور کی صحت و تندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کے لئے دُعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

اللھم اید امامنا بروح القدس وبارك لنا فی عمرہ وامرہ۔

ابتدائے اسلام سے آج تک اسلام کے خلاف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے خلاف جو اوچھے ہتھکنڈے استعمال کئے گئے اور کئے جارہے ہیں اور جو مخالفت اور دشمنی کے بازار گرم کئے گئے اور کئے جارہے ہیں اس کی مثال دنیا کے کسی مذہب اور اس کے پیشوا اور رسول کی مخالفت میں نہیں ملتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات جو مجسم رحمت اور برکت تھی اور ہے اور قیامت تک رہے گی اس پر جو جھوٹ کا سہارا لیتے ہوئے غلاظت اور گند اچھالنے کی کوشش کی گئی اور کی جاتی ہے وہ کسی اور نبی پر نہیں ہوئی۔ لیکن ان تمام باتوں کے باوجود اسلام اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق ترقی ہی کرتا چلا گیا۔ آج بھی باوجود مخالفین اور میڈیا کے بے انتہا اسلام مخالف پراپیگنڈے کے ترقی کر رہا ہے۔

اگر مسلمانوں کے چند گروہوں کے عمل ایسے ہیں جو اسلام کی تعلیم کو بدنام کر رہے ہیں یا مخالفین اسلام کو اسلام پر انگلی اٹھانے کا موقع دے رہے ہیں تو یہ بھی قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی کا ثبوت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتادیا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ہمیں بتادیا تھا کہ انحطاط جو انسانی زندگی کا حصہ ہے ایک وقت کے بعد اس کا اثر مسلمانوں پر بھی ہوگا اور ایک لمبا عرصہ رہے گا پھر یہ بھی وعدہ ہے کہ آخری زمانے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک عاشق صادق اور غلام صادق بھیجا جائے گا جو آخرین کو اوّلین سے ملائے گا۔ قرآن کریم کی خوبصورت تعلیم کو حقیقی رنگ میں دنیا کو دکھائے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کے حسن و احسان کو دنیا کے سامنے پیش کرے گا جو ہر مخالف اور معاند کا منہ بند کر دے گا

وہ لوگ جو بغیر سوچے سمجھے اسلام اور بانی اسلام پر اعتراض کرتے ہیں، دلائل سے ان کے منہ بند کرنا اور عمل سے ان کے منہ بند کرنا ہر احمدی کا فرض ہے۔ ہم نے دنیا کو بتانا ہے کہ رُوئے زمین پر نہ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے پہلے اور نہ بعد میں کوئی ایسا شخص تھا، نہ ہوگا جو تمام جہانوں کے لئے رحمت ہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رحمۃٌ للعالمین ہونے کے مختلف پہلوؤں کا ایمان افروز تذکرہ

آج مسلمانوں کے تمام مسائل کا حل بھی رحمۃٌ للعالمین کی پیروی کرنے میں ہے اور غیر مسلموں کے سکون کے ضامن بھی وہ رحمۃٌ للعالمین ہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ دنیا کو عقل اور سمجھ آجائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی دنیا میں اپنے فرائض ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم اپنی زندگیوں میں دنیا میں یہ احساس پیدا ہوتے دیکھیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی دنیا کے لئے رحمۃٌ للعالمین اور راہ نجات ہیں۔

جماعت احمدیہ یوکے کے 48ویں جلسہ سالانہ کے موقع پر 29 اگست 2014ء کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا حدیقۃ المہدی، آلٹن میں افتتاحی خطاب

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ۔ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ۔ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ۔ اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ۔ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَلَا الضَّآلِّیۡنَ۔

لَقَدۡ جَآءَکُمۡ رَسُوۡلٌ مِّنۡ اَنۡفُسِکُمۡ عَزِیۡزٌ عَلَیۡہِ مَا عَنِتُّمۡ حَرِیۡصٌ عَلَیۡکُمۡ بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ رَءُوۡفٌ رَّحِیۡمٌ (التوبۃ:128)

لَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفۡسَکَ اَلَّا یَکُوۡنُوۡا مُؤۡمِنِیۡنَ (الشعراء:04)

وَمَاۤ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا رَحۡمَۃً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ (الانبیاء:108)

ان آیات کا ترجمہ یہ ہے کہ یقیناً تمہارے پاس تمہی میں سے ایک رسول آیا۔ اسے بہت شاق گزرتا ہے جو تم تکلیف اٹھاتے ہو اور وہ تم پر بھلائی چاہتے ہوئے حریص رہتا ہے۔ مومنوں کے لئے بے حد مہربان اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

کیا تُو اپنی جان کو اس لئے ہلاک کر دے گا کہ وہ مومن نہیں ہوتے۔

اور ہم نے تجھے نہیں بھیجا مگر تمام جہانوں کے لئے رحمت کے طور پر۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف دنیا میں جتنی دریدہ دہنی کی گئی اور کی جاتی ہے اور یہ سلسلہ جاری ہے، کسی اور نبی کی نہیں کی گئی۔ ابتدائے اسلام سے آج تک اسلام کے خلاف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے خلاف جو

(باقی صفحہ 8 پر ملاحظہ فرمائیں)

حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ اور مقدس افراد خاندان پر اخبار ''منصف'' حیدرآباد کے اعتراضات کا جواب

قسط: 33

روزنامہ ''منصف'' حیدرآباد میں حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ اور مقدس افرادِ خاندان کے خلاف افترا اور بہتان طرازیوں پر مشتمل دلآزار مضامین جو محمد متین خالد کے نام سے شائع ہوتے رہے، ان گالیوں کا جواب حوالہ بخدا!

آج کل حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ کے عقائد کو توڑ مروڑ کر عوام الناس کو گمراہ کرنے کی کوشش کی جارہی ہے اور ''قادیانیت اپنے آئینہ میں'' عنوان کے تحت مضامین شائع کیے جارہے ہیں۔ ان مضامین کی حقیقت ظاہر کرنے کیلئے جواب بھجوایا جاتا ہے تو فائل کر دیا جاتا ہے۔ ''منصف'' کو اپنے اس انصاف پر دُنیا میں نہیں تو خدا تعالیٰ کی عدالت میں ضرور جواب دہ ہونا پڑے گا۔ بہرحال سو سال سے اِن گھسے پٹے اعتراضات کا جواب دیا جاتا رہا ہے، ایک مرتبہ پھر ہم اپنے ہفت روزہ اخبار ''بدر'' میں شائع کررہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ''منصف'' کی دُھول سے ہمارے سادہ لوح مسلمان بھائیوں کی آنکھیں صاف فرماوے آمین! (مدیر)

فرقان بٹالین کو ''جیش الفرقان'' قرار دیتے ہوئے معترض نے لکھا:

''جیش الفرقان پاکستانی فوج کے اندر قادیانیوں کی ایک منظم بٹالین کا نام تھا۔ ''خدام الاحمدیہ'' سیاسی اور مذہبی دنیا کی وہ واحد تنظیم ہے جسے دنیا کے واحد ملک پاکستان میں اس امر کی اجازت عطا کی گئی کہ اس کی زیر نگرانی ایک منظم فوجی یونٹ میں بھرتی ہو اور وہ اپنے مستقل اور علیحدہ وجود کو دوسروں سے منوائے۔ ایسا اس لئے ممکن ہوا کہ خود پاکستانی فوج کے اندر قادیانیوں نے اپنی مخصوص حکمت عملی کے ذریعہ بیشتر اہم اور کلیدی مقامات ومناصب پر قبضے جما رکھے تھے۔ معلوم نہیں قادیانیوں کو ''غیر مسلم اقلیت'' قرار دیئے جانے کے بعد پاکستانی فوج کو ان آستین کے سانپوں سے رہائی ملی یا نہیں۔ اس قادیانی بٹالین نے ستمبر 1965ء اور دسمبر 1971ء کی ہند۔ پاک جنگوں کے دوران پاکستان کی ایسی خدمت انجام دی تھی کہ وہاں کے رہنے والے بلبلا اُٹھے تھے اور یہ ان اسباب وعوامل میں سے ایک اہم عامل تھا جس نے قادیانیوں کے سلسلے میں غفلت سے سرشار پاکستانیوں کی آنکھیں کھولیں اور انہیں بیدار کیا۔''

(منصف 14-1-24)

معترض نے صریح کذب بیانی سے کام لیتے ہوئے فرقان بٹالین کو ''جیش الفرقان'' لکھا اور یہ غلط تاثر دینے کی کوشش کی کہ گویا یہ کوئی جہادی تنظیم تھی۔

قارئین ملاحظہ کر چکے ہیں کہ فرقان بٹالین مجلس خدام الاحمدیہ کے کسی شعبے کا نام نہیں کیونکہ مجلس خدام الاحمدیہ کا قیام 1938ء میں تقسیم ملک سے قبل ہوا۔ اس وقت سے لیکر آج تک دنیا بھر میں خدام احمدیت مخلوق خدا کی فلاح و بہبودی کے کام کر رہے ہیں۔ لہٰذا یہ کہنا کہ ''خدام الاحمدیہ سیاسی اور مذہبی دنیا کی وہ واحد تنظیم ہے جسے دنیا کے واحد ملک پاکستان میں اس امر کی اجازت عطا کی گئی کہ اس کی زیرنگرانی ایک منظم فوجی یونٹ میں بھرتی ہو'' سراسر کذب بیانی ہے۔

اس جگہ معترض نے صریح بد دیانتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے حقائق پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی ہے اور اپنے اس عمل سے قرآن مجید کے ایک واضح حکم کو پس پشت ڈالنے کا مرتکب ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے: یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ (سورۃ النساء: 60) یعنی اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے حکام کی بھی۔ اس جگہ اولی الامر کے متعلق اکثر مفسرین خواہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے پہلے ہوں یا بعد میں، متفق ہیں کہ اس سے مسلم بادشاہ مراد ہیں اور غیر مسلم بادشاہوں کی اطاعت مسلمانوں پر لازم نہیں۔ چنانچہ مودودی صاحب ''حقیقت جہاد'' صفحہ 15 پر لکھتے ہیں:

''جس سرزمین میں بھی تمہاری حکومت ہو وہاں خلقِ خدا کی اصلاح کے لئے اُٹھو حکومت کے غلط اصول کو صحیح اصول سے بدلنے کی کوشش کرو ناخداترس اور شتر بے مہار قسم کے لوگوں سے قانون سازی اور فرمانروائی کا اقتدار چھین لو۔''

اور اشرف علی تھانوی صاحب فرماتے ہیں کہ:

'' خالی نماز روزے سے کبھی کامیابی نہیں ہوتی اور نہ ہوسکتی ہے بلکہ ایک دوسری چیز کی بھی ضرورت ہے اور وہ چیز قتال وجہاد ہے۔''

(اسلامی حکومت ودستور مملکت صفحہ ۴۶۳)

غرض یہ کہ یہ علماء مسلم نوجوانوں کو ترغیب دے رہے ہیں کہ اسلام کو غالب کرنے کے لئے صرف نماز روزہ سے کامیابی نہیں ملے گی اصل چیز تلوار کا جہاد ہے اور اگر اس جہاد کے راستہ میں کوئی حکومت حائل ہو تو ایسے غلط حکام سے بزور بازو اقتدار چھین لیا جائے یہی حقیقی اسلام ہے۔ پھر اس سے بھی دو قدم آگے بڑھ کر یہ توجیہات بھی پیش کیں کہ بے شک کوئی کلمہ گو ہے لیکن اگر وہ آپ کا ہم مسلک نہیں ہے تو اس کی بھی اطاعت نہیں کرنی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آج مسلم اُمہ اس آیت کریمہ کی اس تفسیر پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے جو امام الزمان حضرت مسیح موعودؑ نے الٰہی منشا کے مطابق پیش کی ہے کس درجہ انتشار وخلفشار کا شکار ہو چکی ہے اس کا اندازہ اسلامی ممالک کی حالت زار پر ایک نظر ڈالنے سے ہو جاتا ہے۔ اپنی پسند کی حکومت نہ ہو تو فوراً بغاوت کا علم بلند کر دیتے ہیں۔ شیعہ سنیوں کی حکومت کو قبول نہیں کر سکتے۔ سنی شیعوں کی حکومت کو برداشت نہیں کر سکتے۔ بیشتر اسلامی ممالک اندرونی بغاوتوں کا شکار ہیں جس کا فائدہ صیہونی طاقتیں اُٹھا رہی ہیں اور ان کو مزید آپس میں لڑوا رہی ہیں۔

اسلامی ممالک خصوصا پاکستان کے اندر ہی نہ جانے کتنی حکومت مخالف نیم حکومتیں طالبان، القاعدہ، لشکر طیبہ، جیش محمد، سپاہ صحابہ محمد، حزب اللہ، وغیرہ بنی ہوئی ہیں جو ایک دوسرے کو بھی اور اپنی حکومتوں کو بھی اُولی الامر ماننے کے لئے تیار نہیں اور نتیجہ یہ ہے کہ ان غیر ریاستی عوامل سے آج اُمت مسلمہ کو اس قدر نقصان پہنچ رہا ہے جس کی بھرپائی اس وقت تک ممکن نہیں جب تک یہ لوگ مامور زمانہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لاکر آپؑ کی بیان فرمودہ تفسیر قرآن پر ایمان نہیں لے آتے اور اس پر عمل نہیں کرتے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی جماعت کو اس آیت قرآنی کی روشنی میں حکومت وقت کے ساتھ کامل وفاداری اور اطاعت کا درس دیا۔ چنانچہ اس آیت کریمہ کی تشریح میں آپ فرماتے ہیں:

''قرآن میں حکم ہے یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ۔ اب اولی الامر کی اطاعت کا صاف حکم ہے اور اگر کوئی کہے کہ گورنمنٹ اولی الامر میں داخل نہیں تو یہ اس کی صریح غلطی ہے۔ گورنمنٹ جو بات شریعت کے موافق کرتی ہے وہ منکم میں داخل ہے جو ہماری مخالفت نہیں کرتا وہ ہم میں داخل ہے۔ اشارۃً نص کے طور پر قرآن سے ثابت ہے کہ گورنمنٹ کی اطاعت کرنی چاہئے اور اس کی باتیں مان لینی چاہئیں۔'' (رسالہ الانذار صفحہ ۶۱)

یہی تعلیم جماعت احمدیہ کے خلفاء جماعت کو دیتے چلے آئے اور دے رہے ہیں۔ آج جماعت احمدیہ ہی ہے جو ڈنکے کی چوٹ پر ببانگ دہل یہ اعلان کرتی ہے کہ دنیا کے پردے پر اگر کوئی مسلم فرقہ اس آیت قرآنی پر کما حقہ عمل کرتا ہے تو وہ یہی فرقہ یعنی احمدیہ مسلم جماعت ہے۔

دنیا میں بسنے والا ہر احمدی دل و جان سے اپنی حکومت کا وفادار ہے۔ خواہ وہ حکومت اسکے مطابق ہو یا مخالف۔ وہ سیاسی، معاشی، فوجی، طبی، تعلیمی ہر لحاظ سے اپنے ملک کی خدمت کے لئے ہمہ وقت تیار رہتا ہے اور حکومت وقت کے ہر قانون اور فیصلے پر دل وجان سے عمل پیرا ہوتا ہے۔ اگر کسی بات پر اختلاف ہو تو امن وقانون کے دائرے میں اس کو حل کرنے کی کوشش کرتا ہے اور اگر حکومت وقت اس کے دینی معاملات میں دخل اندازی کرے تو وہ اس کے خلاف علم بغاوت بلند کرنے کی بجائے قرآنی حکم کے مطابق وہاں سے ہجرت کر جاتا ہے لیکن اپنی حکومت کے خلاف کوئی عمل نہیں کرتا۔

اس کی واضح مثال پاکستان کے احمدیوں میں مل سکتی ہے۔ حکومت پاکستان نے حکومتی سطح پر احمدیوں پر عرصہ حیات تنگ کر رکھا ہے اور ان کے بنیادی انسانی حقوق بھی پامال کئے ہوئے ہیں۔ لیکن پاکستانی احمدی کبھی بھی پاکستان میں رہ کر یا پاکستان سے باہر اپنی حکومت کے خلاف علم بغاوت بلند نہیں کرتے۔ حتی کہ آئے دن وہاں احمدیوں کو مذہبی منافرت کا نشانہ بنا کر شہید کیا جاتا ہے۔ لاہور میں دو احمدیہ مساجد میں 86 سے زائد احمدیوں کو شہید کر دیا گیا مگر احمدیوں کی طرف سے کوئی پُرتشدد مظاہرہ نہیں ہوا۔ اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ احمدیوں کو اس بات کا دکھ نہیں۔ دکھ کا اظہار صرف پُرتشدد مظاہرے کر کے ہی تو نہیں کیا جاتا۔ اپنے دکھ کا اظہار کرنے کا ایک وہ طریق بھی تو ہے جو اللہ تعالیٰ نے سکھایا ہے کہ اِنَّمَآ اَشْکُوْا بَثِّیْ وَحُزْنِیْٓ اِلَی اللّٰہِ (یوسف: 87) میں اپنے رنج والم کی صرف اللہ کے حضور ہی فریاد کرتا ہوں۔

اس کے برعکس دوسرے لوگ ذرا ذرا سی بات پر آگیں لگانا، توڑ پھوڑ کرنا اور ملکی املاک کو ضائع کرنا گویا اپنا حق سمجھتے ہیں۔

احمدیوں اور دیگر مسلمانوں کے طرز عمل میں اس نمایاں فرق کی وجہ یہی اسلامی تعلیم ہی ہے جس پر احمدی دل وجان سے عمل کرتے ہیں۔ اسی وجہ سے احمدی چاہے جس ملک میں بھی ہو وہ تخریبی کاموں میں شامل ہونے کی بجائے ملک کے تعمیری کاموں میں حصہ لیتا ہے۔

معترض نے فرقان بٹالین کا نام لیا۔ اسے شاید معلوم نہیں کہ جس طرح پاکستانی احمدیوں نے اپنے ملک کی فوجوں میں شامل ہو کر اپنے ملک کی خدمت کی اسی طرح ہندوستانی احمدیوں نے بھی اپنے ملک کی بری، بحری اور زمینی افواج میں شامل ہو کر مختلف محاذوں پر نہایت جانفشانی سے اپنے ملک کی خدمت کی اور کر رہے ہیں۔ حتیٰ کہ بعض نے جام شہادت تک نوش کیا۔ 1965ء اور 1971ء کی جنگوں کے موقع پر ہندوستانی احمدیوں نے جہاں ایک خطیر رقم اس مہم کے لئے پیش کی وہیں بعض احمدیوں نے محاذ جنگ پر جانی قربانی کی بھی سعادت پائی۔

معترض کا کانٹا فرقان بٹالین پر ہی اٹکا ہوا ہے جبکہ دنیا کا ہر احمدی اپنے اپنے ملک کی فوج میں بھرتی ہوتا ہے اور اپنے ملک کی خدمت کرتا ہے۔ اس میں اعتراض والی کون سی بات ہے؟ اعتراض تو تب ہوتا کہ اگر وہ اپنے ملک کی فوج میں رہ کر ملک کے خلاف کوئی کاروائی کرتا۔ جیسا کہ معترض نے تاثر دینے کی کوشش کی ہے۔ تعجب ہے معترض کی عقل پر اسے وہ دہشت گرد تنظیمیں نظر نہیں آئیں جنہوں نے ساری دنیا میں پاکستان کی مٹی پلید کر رکھی ہے۔ اعتراض بھی کیا تو ایسا جاہلانہ کہ جسے دنیا کی کوئی عقل سلیم قبول کرنے کے لئے تیار نہ ہو۔ بھلا اپنے ملک کی فوج میں بھرتی ہونا کون سی قابل اعتراض بات ہے۔ دنیا کا ہر ملک اپنے رہنے والوں کو اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ وہ اپنے ملک کی فوج میں بھرتی ہوں۔

دراصل اس مضمون کو سمجھنے کے لئے وسیع النظری اور وسعت قلب کی ضرورت ہے۔ یہ مضمون مفاد پرستوں کی سمجھ سے بالا ہے۔ ایسے مفاد پرست جو ہوا کا رخ دیکھ کر اپنا رخ بدل لیتے ہیں۔

تقسیم ملک سے پہلے بھی اور بعد میں بھی ان

(باقی صفحہ 13 پر ملاحظہ فرمائیں)

خطبہ جمعہ

میں نے دیکھا ہے کہ مخالف سے مخالف کے سامنے بھی جب احسن رنگ میں اچھے رنگ میں صحیح اسلامی تعلیم پیش کی جائے اور عملی نمونے سے اس کے اظہار کی کوشش بھی کی جائے تو ایک غیر معمولی اثر لوگوں پر پڑتا ہے

آئرلینڈ کے دورہ کے دوران اور مسجد مریم کے افتتاح کی تقریب میں شامل ہونے والے مہمانوں کے اسلام احمدیت کے متعلق تأثرات اور آئرلینڈ کے ٹی وی، پریس، الیکٹرانک میڈیا میں دورہ کی وسیع پیمانے پر کوریج کا تذکرہ

ہر لحاظ سے میڈیا نے، ریڈیو نے بھی ٹیلی ویژن نے بھی اخبار نے بھی کوریج دی اور پورے ملک میں یہ خبریں اچھی طرح پھیلیں اور جماعت کا اور اسلام کا تعارف ہوا۔ پس جہاں ہم مسجد بناتے ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسلام کی حقیقی تعلیم پھیلانے کے غیر معمولی سامان بھی پیدا ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی تائیدات ظاہر ہوتی ہیں اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ وہ میرے دوروں کو بھی غیر معمولی طور پر برکت بخشتا ہے۔ یہ سب برکات و تائیدات اور تبلیغ اور تعارف کے جو نئے راستے ہیں اللہ تعالیٰ کے اس وعدے کے مطابق ہیں جو اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کیا ہے۔ ہماری تو معمولی کوشش ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی بے پایاں عنایات ہوتی ہیں جن سے ہر احمدی ایمان و ایقان میں مزید مضبوط ہوتا ہے اور ہونا چاہئے۔

مکرمہ ڈاکٹر روبینہ کریم صاحبہ اہلیہ محترم ڈاکٹر عبدالمنعم صاحب آف آئرلینڈ کی وفات۔ مرحومہ کا ذکر خیر و نماز جنازہ حاضر

مکرم ڈاکٹر مبشر احمد صاحب کھوسہ ابن مکرم محمد جلال صاحب آف سیٹلائٹ ٹاؤن میر پور خاص کی شہادت۔ مکرمہ الحاجہ سسٹر نعیمہ لطیف صاحبہ اہلیہ مکرم الحاج جلال الدین لطیف صاحب آف زائن، یو ایس اے کی وفات۔ مرحومین کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 03 / اکتوبر 2014ء بمطابق 03 اخاء 1393 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر الفضل انٹرنیشنل 24 اکتوبر 2014 کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

''اسلامی تعلیم کے رُو سے دینِ اسلام کے حصے صرف دو ہیں۔ یا یوں کہہ سکتے ہیں کہ یہ تعلیم دو بڑے مقاصد پر مشتمل ہے۔ اوّل ایک خدا کو جاننا جیسا کہ وہ فی الواقعہ موجود ہے۔ اور اس سے محبت کرنا اور اس کی سچی اطاعت میں اپنے وجود کو لگانا جیسا کہ شرط اطاعت و محبت ہے۔ دوسرا مقصد یہ ہے کہ اس کے بندوں کی خدمت اور ہمدردی میں اپنے تمام قویٰ کو خرچ کرنا اور بادشاہ سے لے کر ادنیٰ انسان تک جو احسان کرنے والا ہو شکر گزاری اور احسان کے ساتھ معاوضہ کرنا۔'' (تحفۂ قیصریہ روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 281)

پھر آپ فرماتے ہیں کہ:

''اسلام نے اپنی تعلیم کے دو حصے کئے ہیں۔ اوّل حقوق اللہ۔ دوم حقوق العباد۔ حقّ اللہ یہ ہے کہ اس کو واجب الاطاعت سمجھے۔ اور حقوق العباد یہ ہے کہ خدا کی مخلوق سے ہمدردی کریں۔ یہ طریق اچھا نہیں کہ صرف مخالفت مذہب کی وجہ سے کسی کو دکھ دیں۔'' (لیکچر لدھیانہ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 281)

اس طرح کے بہت سے ارشادات اور تحریرات ہمیں ہمارے فرائض کی طرف توجہ دلاتے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتب اور ملفوظات میں دیئے ہیں اور یہی حقوق اللہ اور حقوق العباد قائم کرنے کی تعلیم ہے جس کی دنیا کو آج ضرورت ہے اور یہی تعلیم ہے جسے ہم دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں تو دنیا حیران رہ جاتی ہے اور جب اسلامی تعلیم کی مزید تفصیل پیش کی جاتی ہے، مزید جزئیات میں جا کر بیان کیا جاتا ہے تو سننے والوں کی حیرانی اور بھی زیادہ ہو جاتی ہے۔ کیونکہ عام طور پر غیر مسلم دنیا نے تو مخالفین اسلام کی طرف سے اسلام کے بارے میں یہی باتیں سنی ہیں کہ اسلام شدت پسندی اور حقوق غصب کرنے کا مذہب ہے اور وہ اپنی دلیل کو مسلمان گروہوں کے عملی نمونے پیش کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں جو بدقسمتی سے بعض مسلمان گروہ اور افراد دکھا رہے ہیں۔ لیکن جیسا کہ مَیں نے کہا کہ جب اسلامی تعلیم کی حقیقت قرآن کریم سے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ سے اور خلفائے راشدین اور صحابہ رضوان اللہ علیہم کے نمونے کے حوالے سے پیش کی جائے تو ان پر حقیقت کھلتی ہے۔ اور جب یہ بتایا جائے کہ اس تعلیم کے لاگو کرنے کے لئے اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا ہے اور جماعت احمدیہ اس کا پرچار بھی کرتی ہے اور اس پر عمل کرنے کی کوشش بھی کرتی ہے تو دنیا کی توجہ جماعت کی طرف پیدا ہوتی ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ مخالف سے مخالف کے سامنے بھی جب احسن رنگ میں، اچھے رنگ میں یہ تعلیم پیش کی جائے اور عملی نمونے سے اس کے اظہار کی کوشش بھی کی جائے تو ایک غیر معمولی اثر لوگوں پر پڑتا ہے۔

بہرحال اس وقت میں اس تعلیم کی تفصیل میں جانے کی بجائے یہ بتانا چاہتا ہوں کہ گزشتہ دنوں جماعت احمدیہ آئرلینڈ کی پہلی باقاعدہ مسجد کا افتتاح تھا۔ آپ سب نے میرا خطبہ بھی وہاں سے سنا ہو گا اور پھر شام کو مہمانوں کے ساتھ، غیروں کے ساتھ ریسیپشن کا جو پروگرام تھا وہ بھی لائیو نشر کیا گیا تھا وہ بھی سنا ہو گا۔ اس میں مَیں نے اس اسلامی تعلیم کے حوالے سے کچھ باتیں کی تھیں اور عموماً غیروں کے سامنے میں اسی حوالے سے بات کیا کرتا ہوں جس کا غیروں پر غیر معمولی اثر بھی ہوتا ہے۔ وہاں گالوے آئرلینڈ میں بھی جو ہمارے مہمان آئے ہوئے تھے ان پر بھی اثر ہوا۔ اس کے علاوہ پریس انٹرویوز اور سیاستدانوں اور پڑھے لکھے طبقے کے ساتھ بھی اسلام کی تعلیم کے حوالے سے باتیں ہوئیں۔ ان پر بھی اثر ہوا جس کا اظہار ہر ایک نے کیا۔ آئرش لوگوں کی یہ خوبی ہے کہ مثبت یا منفی اظہار کھل کر کر دیتے ہیں۔ یا بات اگر پسند نہیں آئی تو پھر خاموش رہتے ہیں، بلاوجہ کی تعریف نہیں کرتے۔

آج میں اس دورہ کے حوالے سے کچھ باتیں، کچھ تأثرات ان لوگوں کے بیان کروں گا جس کو دیکھ کر، سن کر، پڑھ کر اللہ تعالیٰ کی حمد کی طرف توجہ پیدا ہوتی ہے اور توفیق ملتی ہے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ جماعت کا تعارف اور اسلام کی حقیقی تعلیم پھیلانے کی توفیق عطا فرما رہا ہے۔

جب مَیں وہاں آئرلینڈ میں پہنچا ہوں تو اگلے دن جماعت نے پارلیمنٹ ہاؤس میں سپیکر اور بعض

پارلیمنٹیرین کے ساتھ ملاقات کا ایک پروگرام رکھا ہوا تھا جو بڑے اچھے ماحول میں ہوا۔ آئرلینڈ کی نیشنل پارلیمنٹ کے سپیکر سے ملاقات ہوئی۔ بڑے ملنسار اور کھلے دل کے اور انسانی ہمدردی رکھنے والے انسان ہیں۔ انصاف پسند شخصیت ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ میرا جماعت سے تعارف ہے اور آپ کی جماعت کے کاموں کو مَیں قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ اگرچہ یہ جماعت یہاں چھوٹی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑی فعّال ہے۔ اپنے حوالے سے انہوں نے افریقہ کی بعض مشکلات اور مسائل کا بتایا کہ مَیں روانڈا میں گیا تھا تو وہاں بھی میں نے دیکھا ہے۔ بہرحال ان سے باتیں ہوئیں اور جماعت افریقن ممالک میں جو خدمت کر رہی ہے اس کے بارے میں ان کو مَیں نے بتایا کہ کس طرح ہم ہسپتال، سکول چلا رہے ہیں۔ غریب لوگوں کو پینے کا پانی مہیا کر رہے ہیں اور دوسرے رفاہی کام جو ہیں وہ کر رہے ہیں اور یہ سب کچھ بغیر کسی تفریق مذہب وملّت کے ہو رہا ہے۔ جس چیز نے ان کو حیران کیا وہ یہ تھی کہ مَیں نے ان کو جب بتایا کہ ہمارے سکولوں میں مذہبی تعلیم بھی دی جاتی ہے لیکن اس میں آزادی ہے کوئی زبردستی نہیں۔ ہر مذہب کے طلباء اپنے اپنے مذہب کی تعلیم حاصل کر سکتے ہیں۔ بائبل نالج بھی پڑھائی جاتی ہے۔ یہ سن کر سپیکر صاحب نے بڑی حیرانی کا اظہار کیا کیونکہ عیسائی مشن کے جو سکول ہیں وہ زبردستی صرف عیسائیت کی تعلیم دیتے ہیں اور بائبل نالج پڑھاتے ہیں۔ مسلمانوں کو بھی زبردستی پڑھنی پڑتی ہے۔ تو یہ سن کر کہ اس طرح کی آزادی ہماری طرف سے ہے ان کے لئے یہ بڑی حیرت کی بات تھی۔ پھر خود ہی دہشتگردی کے حوالے سے یہ بھی کہنے لگے کہ بعض جگہ عیسائیوں کی طرف سے بھی ظلم ہوتا ہے لیکن عیسائیت کو کوئی الزام نہیں دیتا۔ اس پر مَیں نے کہا یہی فرق ہے کہ مسلمانوں سے دنیا میں تعصب کا اظہار ہو رہا ہے کہ عیسائیت کی طرف سے اگر کوئی غلطی ہو تو عیسائیت کو بدنام نہیں کیا جاتا لیکن ایک مسلمان اگر کوئی غلطی کرتا ہے یا ظلم کرتا ہے تو اسلامی تعلیم کو بدنام کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ بہرحال خود ہی یہ ان کا خیال تھا۔ اس لئے انہوں نے بڑی ہاں میں ہاں ملائی۔ اسی طرح پھر بیس کے قریب پارلیمنٹیرین کے ساتھ بھی ملاقات ہوئی۔ وہاں ہمارے ایک ممبر آف پارلیمنٹ ایمن کین (Eamon O'Cuin) ہیں جنہوں نے میرا تعارف بھی کرایا اور اس کے بعد جماعت کے کاموں کی تعریف کی۔ پرانے جماعت کو جانتے ہیں۔ وہاں کچھ سوال بھی ہوئے جہاں میں نے ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد اور اس کا سارا تعارف کرایا۔ باقی باتیں بھی ہوئیں۔ یہ سیاستدان سمجھتے ہیں کہ شاید جماعت احمدیہ اپنے آپ کو دوسرے مسلمانوں سے علیحدہ رکھنے کی کوشش کرتی ہے اور اگر کبھی موقع ملے بھی تو ہم بات چیت کرنے کی طرف راغب نہیں ہوتے۔ اسی طرح ایک نے سوال کیا کہ کیا کوئی ایسا موقع کبھی ہوا ہے یا اگر پیدا کیا جائے کہ غیر از جماعت یا غیر احمدی علماء سے یا ان کے لیڈروں سے جو جماعت کے خلاف ہیں بیٹھ کر کسی پلیٹ فارم پر بات کی جائے تو مَیں نے کہا ہم تو ہمیشہ تیار ہیں اور اگر تم لوگ کوئی ایسا پلیٹ فارم مہیا کر سکتے ہو تو ہم وہاں بھی جانے کو تیار ہیں اور مجھے پتا ہے کہ وہ لوگ نہیں آئیں گے۔ گزشتہ دنوں یہاں ہی بی بی سی نے ایک پروگرام کرنا تھا۔ ہمارے ایک نوجوان جو ٹیم کے ممبر ہیں۔ ان کو انہوں نے بلایا کہ تمہارا مؤقف بھی سنیں گے اور دوسرے غیر از جماعت کو بھی بلایا۔ لیکن جب ان کو پتا لگا کہ احمدی وہاں آ رہا ہے تو انہوں نے آنے سے انکار کر دیا تو یہ تو ان کا حال ہے۔ کیونکہ پتا ہے کہ حقیقت ان کے پاس کچھ نہیں اور جو کچھ ہے اس کی بنیاد ہی جھوٹ پر ہے۔ پھر عورتوں کی آزادی کے حوالے سے بات ہوئی۔ ان کو سمجھایا گیا تو ان کی کافی تسلی ہوئی۔ پھر فرقہ واریت کے بارے میں بھی انہوں نے سوال کئے کہ کیوں شیعہ سنی ہیں؟ اس پر میں نے ان کو بتایا کہ جس طرح یہودی اور عیسائی فرقوں میں بٹے ہوئے ہیں اسی طرح اسلام میں بھی ہیں لیکن اسلام کے ان فرقوں کی پیشگوئی تو پہلے سے ہی تھی اور یہی جماعت احمدیہ کی بنیاد کی وجہ ہے کیونکہ آنے والے نے ان سب فرقوں کو اکٹھا کرنا تھا جو کام اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کر رہی ہے۔ بہرحال ان ساری باتوں کا ان پر بڑا اچھا اثر تھا۔ اس میں سے کچھ لوگ وہاں بھی آئے جو مسجد میں جمعہ والے دن ریسپشن ہوئی تھی۔ تقریباً ایک سو سے زائد یہ مہمان تھے جن میں سے پانچ ممبران نیشنل پارلیمنٹ تھے۔ دو سینیٹر تھے۔ سٹی کونسل کے ممبر تھے۔ چیف سپرنٹنڈنٹ گالوے پولیس تھے۔ بشپ گالوے کے نمائندے تھے۔ یہ خود بھی بشپ ہیں۔ کونسلرز، استاد، ڈاکٹر، انجنیئر ز اور وکلاء وغیرہ مختلف لوگ آئے ہوئے تھے۔ بہرحال ایک اچھے ماحول میں یہ ریسپشن بھی ہوئی۔

ایک مہمان سیاستدان جان ریبٹ (John Rabbit) ہیں۔ اس فنکشن کے بعد وہ کہتے ہیں کہ ”آج کی تقریب نے مجھے up lift کر دیا ہے۔ میں خلیفۃ المسیح کے خطاب سے بہت متاثر ہوا ہوں۔ میرا اسلام کے بارے میں نظریہ یکسر تبدیل ہو گیا ہے۔ کہتے ہیں کہ میرا ایک دوست سعودی عرب میں رہتا ہے وہ مجھے اسلام کے بارے میں جو باتیں بتاتا ہے اس کے برعکس مَیں نے یہاں خوبصورت اسلام کو دیکھا ہے۔ آپ کی باتیں سن کے مجھے پتا لگا کہ اسلام واقعی پُرامن، محبت و پیار اور ایک دوسرے کے لئے ہمدردی اور رواداری رکھنے والا مذہب ہے“۔

میں نے مختلف لوگوں کے تھوڑے تھوڑے فقرے لئے ہیں۔ ڈپٹی میئر گالوے کاؤنٹی کا کافی لمبا بیان ہے۔ تھوڑا سا حصہ بیان کر رہا ہوں۔ وہ کہتے ہیں کہ ”مختلف عقائد سے تعلق رکھنے والے لوگوں کو ایک جگہ جمع ہوتے دیکھنا نہایت خوشی کی بات ہے اور اس بات کا ثبوت ہے کہ آئرلینڈ اور بالخصوص گالوے شہر اسلام احمدیت کو خوش آمدید کہتا ہے“۔ تو یہ اسلام کی خوبصورت تعلیم ہے۔ مخالفین بھی، دوسرے مذہب رکھنے والے بھی خوش آمدید کہتے ہیں۔

پھر ڈپٹی سپیکر نیشنل پارلیمنٹ مائیکل پی کِٹ (Michael P. Kitt) نے کہا: ”یہ بڑی خوبصورت تقریب تھی اور میرے پیغام کے بارے میں کہا کہ محبت اور امن کے بارے میں یہ خطاب میرے لئے بہت حوصلہ افزا ہے اور اس خطاب سے پتا چلتا ہے کہ محبت کے پیغام میں کتنی طاقت ہے“۔

پھر ایک مہمان جو تقریب میں آئے، کہتے ہیں کہ ”میں بہت خوش ہوں اور آپ کے محبت اور امن کے پیغام سے بہت متاثر ہوا ہوں۔ میں اس پیغام کو اپنے دیگر احباب تک پہنچاؤں گا“۔

پھر ایک مہمان ڈرڈری میک کِینا (Deirdre Mc Kenna) کہتے ہیں کہ ”مختلف بیک گراؤنڈ سے تعلق رکھنے والے لوگوں کو ایک جگہ متحد دیکھ کر مجھے بہت خوشی ہوئی۔ اللہ کرے کہ آج کی یہ تقریب ہمارے معاشرے میں کشادہ دلی کی روایات کا آغاز کرنے والی ثابت ہو اور آئرلینڈ کے تمام لوگ اس کا حصہ بن جائیں تا کہ ہم باہم مثبت تعلقات استوار کرتے ہوئے زندگی گزارنا سیکھیں اور آئرلینڈ میں ایک بہترین مستقبل کی بنیاد پڑے“۔

تو یہ ہے جماعت کی خوبصورت تعلیم، اسلام کی خوبصورت تعلیم جو جماعت پیش کرتی ہے اور غیروں کو بھی مجبور کرتی ہے کہ وہ اس تعلیم کو اپنانے کی طرف توجہ دیں۔ پھر ایک مہمان نے کہا کہ ”اس میں کوئی شک نہیں کہ آجکل لوگ اسلام سے بہت خوفزدہ ہیں مگر اس تقریب نے ہم سب کو مذہبی برداشت کا درس دیا ہے۔ خلیفہ نے ہمیں اسلام اور قرآن کی محبت اور امن کی تعلیمات سے آگاہ کیا جو ہم سب کے لئے بہت اطمینان بخش تھا۔ آج کی تقریب سے ہم نے بہت کچھ سیکھا ہے“۔

پھر ایک مہمان جینی مکلین (Jenny Mc Clean) میرے خطاب کے بارے میں کہتے ہیں کہ ”انہوں نے بعض بہت ہی اہم امور کا ذکر کیا اور کہتے ہیں کہ ہر شخص جو خلیفہ کا خطاب سن رہا تھا بہت متاثر دکھائی دیا۔ اور یہ بھی اہم بات تھی کہ خلیفہ نے اپنے خطاب میں مسلمان دنیا میں موجود تضادات کا بھی ذکر کیا“۔ تو یہ اسلام کی حقیقی تعلیمات کا پتا لگنے کے بارہ میں بہت سارے لوگوں کے کومنٹس (comments) ہیں۔

پھر ایک یہ بھی ہے کہ ”یہ خطاب حکمت سے پُر اور دل کو چھو لینے والا تھا“۔ پھر ایک مہمان خاتون تھیں، کہتی ہیں ”جو امن کا پیغام دیا ہے اور جہاد کی وضاحت کی ہے اس سے میں بہت متاثر ہوئی ہوں اور مسجد کا نام ہی معاشرے میں ہم آہنگی کو فروغ دے رہا ہے۔ یہاں آ کر اسلام کے متعلق مجھے ایک نئی قسم کی آگاہی ہوئی ہے“۔

پھر گالوے کاؤنٹی کے ایک کونسلر ٹام ہیلے (Tom Healy) کہتے ہیں کہ ”اللہ کرے کہ آپ کا پیغام ساری دنیا میں گونجے اور آپ لوگ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی سفیر بنیں“۔

تو اس طرح یہ عیسائی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی عزت کر رہے ہیں اور اس پیغام کو، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کو پہنچانے کی دعا دے رہے ہیں۔

پھر ایک خاتون مہمان جو ایجوکیشن فاؤنڈیشن ڈبلن کی ڈپٹی پرنسپل تھیں، کہتی ہیں کہ ”مجھے مسجد کا یہ نام مریم رکھنا بڑا اچھا لگا۔ اور اس خطاب سے مجھے پتا چلا کہ اسلام میں مریم کا کیا مقام ہے اور قرآن کریم میں حضرت مریم علیہا السلام کی تعریف بیان کی گئی ہے۔ میرے نزدیک یہ بہت دلکش نکتہ ہے جو ان تمام عیسائیوں کو بتانا چاہئے جو اسلام کے خلاف بولتے ہیں۔ اسلام کے متعلق مجھے اتنا علم نہ تھا لیکن خلیفۃ المسیح کا خطاب سن کر اب مجھ پر اسلام کا انتہائی اچھا تاثر قائم ہو گیا“۔

ایک جرنلسٹ خاتون مسز برتھا (Mrs. Bertha) آئی ہوئی تھیں۔ کہتی ہیں کہ ”آج سے پہلے میں اسلام سے بالکل واقف نہ تھی۔ میں نے آج کا سارا دن مسجد مریم میں گزارا ہے اور خلیفہ کا خطبہ جمعہ اور مسجد مریم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

Courtesy:
ALLADIN BUILDERS
e-mail: khalid@alladinbuilders.com

وَسِّعۡ مَکَانَکَ
الہام حضرت مسیح موعودؑ

NAVNEET JEWELLERS نونیت جیولرز
Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments

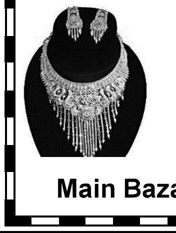

خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
الیس اللہ بکافٍ عبدہٗ کی دیدہ زیب انگوٹھیاں
اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص

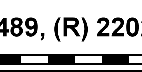

Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

کے حوالے سے افتتاحی خطاب سنا ہے۔ میں نے یہی نتیجہ اخذ کیا ہے کہ اسلام امن کا مذہب ہے۔ مَیں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہے کہ احمدی لوگ کس قدر خوش مزاج ہیں‘‘۔ پس یہ نمونے ہیں جو متاثر کرتے ہیں، یہ نمونے بھی ہمیں دکھانے چاہئیں۔

پھر ایک آئرش خاتون کہتی ہیں کہ ’’اسلام کے متعلق مجھے زیادہ علم نہ تھا مجھے صرف اس حد تک ہی علم تھا جو خبروں میں نظر آتا ہے یعنی خودکش دھماکے اور دہشتگردی۔ لیکن خلیفہ نے جس اسلام کا بتایا ہے وہ تو بالکل مختلف ہے وہ اسلام تو محبت اور امن کا پُرکشش پیغام دیتا ہے‘‘۔

ایک مہمان جو کونسلر بھی ہیں، کہتے ہیں کہ ’’یہاں آنے سے پہلے مَیں سمجھتا تھا کہ سارے مسلمان ایک ہی طرح کے ہیں۔ بالکل ایسے جس طرح میڈیا میں نظر آتا ہے کہ مسلمان دہشتگردی کر رہے ہیں اور ظلم کر رہے ہیں لیکن خلیفہ کا خطاب سن کر مَیں بہت متاثر ہوا۔ بالخصوص امن کا پیغام اور آپ کا یہ ماٹو دیکھ کر کہ محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں‘‘۔ اور یہ بھی کہتے ہیں کہ ’’اس میں کوئی شک نہیں کہ جماعت احمدیہ اس پر عمل بھی کرتی ہے جس کی وہ تبلیغ کرتے ہیں اور دنیا کو آجکل اس پیغام کی سخت ضرورت ہے۔ دنیا کو یہ بتانے کی ضرورت ہے کہ اسلام میں ایک جماعت ایسی بھی ہے جو صرف اور صرف محبت کا پیغام پھیلاتی ہے‘‘۔ پس جہاں جہاں جب ہم یہ پیغام سنتے ہیں تو خوش نہ ہو جائیں بلکہ اسی طرح ہمارا احساس ذمہ داری بڑھتا چلے جانا چاہئے۔

ایک خاتون کونسلر کہتی ہیں کہ ’’میرے خیال میں جب ہم اس تقریب میں آئے ہیں تو ہر شخص کچھ نہ کچھ tense ضرور تھا لیکن جب خلیفہ نے اپنے خطاب میں اس بات کا ذکر کر دیا کہ یہاں پر موجود بعض لوگ اسلام کے متعلق خوف و خدشات رکھتے ہوں گے تو جونہی خلیفہ نے اس بات کا اظہار کیا، ہر ایک مطمئن سا ہو گیا اور پھر بڑے آرام سے یہ خطاب سنا‘‘۔

پھر ایک اخباری صحافی کہتے ہیں کہ ’’یہ خطاب سوچنے پر مجبور کرتا ہے‘‘۔ کہتے ہیں کہ ’’تقریر میں انہوں نے اسلام احمدیت کی وضاحت کی اور بتایا کہ بعض شدت پسندوں نے اسے بگاڑ دیا ہے۔ خلیفہ نے بڑے عمدہ رنگ میں اسلام کی امن، محبت اور برداشت کا مذہب ہونے کی تعلیم پیش کی اور یہ تقریر مدلل اور واضح تھی۔ یہ بھی سن کر بڑا علم حاصل ہوا‘‘۔ کہتے ہیں ’’مَیں گزشتہ گیارہ سال سے جماعت کو جانتا ہوں۔ جماعت انٹرفیتھ پروگرامز بھی کرتی ہے‘‘۔ لیکن ان کا یہ خیال تھا کہ شاید وہاں رہنے والے لوگ دکھانے کے لئے ایسا کرتے ہیں۔ اصل تعلیم کچھ اَور ہے۔ لیکن آج جب مجھے ملے اور سارا کچھ دیکھا تو جماعت کے بارے میں ان کی تسلی مزید بڑھی۔

ایک مہمان تھیں جو آئرلینڈ قومی اسمبلی کی ممبر ہیں۔ پہلے تو شکریہ ادا کرتی ہیں۔ کہتی ہیں ’’اپنے حلقے میں بہت سے احباب کو جانتی ہوں اور لوکل سطح پر یہ احمدی سارے بڑے فعال ہیں۔ ہمارے معاشرے میں بڑا کردار ادا کر رہے ہیں۔ جماعت کی خواتین کی تنظیم بھی ہمیں چیریٹی دیتی ہے‘‘۔

بہرحال یہ چیریٹی بھی ہر تنظیم کی طرف سے، جماعت کی طرف سے بھی ان تنظیموں کو دینی چاہئے۔ اس سے بھی تعارف بڑھتا ہے اور تعارف بڑھنے سے پھر تبلیغ کے مواقع پیدا ہوتے ہیں۔

پھر گالوے کاؤنٹی کی ایک ڈویژن کے جو پولیس چیف سپرنٹنڈنٹ تھے، وہ کہنے لگے کہ ’’اس میں شامل ہونا میرے لئے اعزاز کی بات ہے اور مجھے بخوبی علم ہے کہ اسلام احمدیت شدت پسندی پر یقین نہیں رکھتی۔ جو احمدی اسلام ہے جو حقیقی اسلام ہے یہ دوسرے مذہب کو برداشت کرنے کا درس دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج جماعت احمدیہ نے اس مسجد کا نام حضرت مریم علیہا السلام کے نام پر رکھا ہے‘‘۔ اور پھر کہتے ہیں کہ ’’مَیں اس بات پر خوش ہوں کہ آپ نے گالوے شہر کا انتخاب کیا‘‘۔ پھر کہتے ہیں ’’جماعت احمدیہ کو مَیں بحیثیت پولیس افسر یہ یقین دلاتا ہوں کہ جس تعلیم کا آپ پرچار کر رہے ہیں آپ کو ہر قسم کا تحفظ دیا جائے گا‘‘۔

پاکستان میں یا دوسرے ممالک میں ہماری مسجدوں کو نقصان پہنچایا جا رہا ہے اور یہ سب کچھ اسلام کے نام پر ہو رہا ہے۔ اور عیسائی دنیا اس بات پر فخر کر رہی ہے کہ آپ نے ہمارے شہر میں مسجد بنانے کا انتخاب کیا ہے اور اس بات کا اظہار کر رہے ہیں کہ ہر ایک کو عبادت کا حق ہے۔ انڈونیشیا میں یا پاکستان میں یا بعض جگہوں پر پولیس کی نگرانی میں تشدد کیا جاتا ہے۔ ان ملکوں میں عیسائی دنیا میں پولیس کے افسران کہہ رہے ہیں کہ ہم آپ کو ہر طرح کا تحفظ دینے کے لئے بھرپور کوشش کریں گے۔ اسلام کے یہ جو بنیادی اخلاق تھے ان کو اصل میں ان لوگوں نے اپنا لیا اور ہماری مسلمانوں کی اکثریت بھولتی جا رہی ہے۔

پھر ایک مہمان سیاستدان ایمن صاحب جو بڑے منجھے ہوئے سیاستدان ہیں۔ 1989ء میں پہلی مرتبہ بطور سینیٹران کا انتخاب ہوا۔ منسٹر آف سٹیٹ بھی رہ چکے ہیں۔ پھر 2002ء سے 2010ء تک منسٹر آف کمیونٹی اور Rural افیئرز بھی رہے۔ 2010ء میں منسٹر آف سوشل پروٹیکشن بنے۔ یہ کہتے ہیں کہ ’’2010ء میں مجھے سنگ بنیاد رکھنے کی تقریب میں بھی شمولیت کا موقع ملا اور مجھے خوشی ہو رہی ہے کہ آج یہ مسجد مکمل ہو گئی اور مَیں افتتاح کے لئے بھی آیا ہوں‘‘۔ اور یہ جماعت کی محبت اور پیار کی تعلیم سے بڑے متأثر ہیں۔ کہتے ہیں کہ ’’جماعت نے ہمیشہ یہ ثابت کیا ہے کہ یہ جماعت اپنے اعلیٰ مقاصد کے مطابق ہی کام کر رہی ہے۔ اس جماعت نے جس طرح بین المذاہب کانفرنسز کا انعقاد کیا اور مختلف مذاہب کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کیا ہے اس سے میں بہت متاثر ہوا ہوں‘‘۔

مسجد کے ساؤنڈ سسٹم کے لئے کمپنی کے مالک مسٹر فنٹن (Mr. Fintan) ایک عیسائی تھے، وہ آئے ہوئے تھے۔ دورے سے پہلے بھی کام کرتے رہے، بعد میں بھی۔ انہوں نے مجھے نمازیں پڑھاتے، جمعہ پڑھاتے بھی دیکھا تو کہتے ہیں کہ ’’مَیں مذہباً کیتھولک ہوں اور چرچ جاتا ہوں لیکن یہاں آکر مَیں نے محسوس کیا ہے کہ میری زندگی میں ایک تبدیلی آ رہی ہے۔ مجھے مسجد آکر ایک سکون محسوس ہو رہا ہے۔ چرچ میں تو مجھے آج تک خدا نہیں ملا لیکن جب سے یہاں مَیں نے خلیفۃ المسیح کو نمازیں پڑھاتے دیکھا ہے تو مجھے یہاں خدا نظر آ رہا ہے۔ مجھے یہاں خدا مل گیا ہے۔ مَیں نے خلیفہ کے ساتھ سجدے کئے ہیں اور دعائیں کی ہیں‘‘۔ اور باقاعدہ وہ ہمارے پیچھے نمازیں پڑھتے رہے۔ کہتے ہیں ’’مجھے نماز تو نہیں آتی لیکن جو حرکات تم لوگ کرتے تھے وہی ساتھ ساتھ مَیں کرتا تھا اور سجدے میں جا کے میں نے تم لوگوں کے لئے بہت دعا کی‘‘۔

پھر پریس کے ذریعہ بھی جو کہ تبلیغ کا، اسلام کا پیغام پہنچانے کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے۔ اس کے ذریعے بھی کافی کام ہوا۔ ان کا ایک ٹی وی TG4 ہے۔ اس میں خبر نشر ہوئی۔ اس میں مجھے خطبہ دیتے ہوئے دکھایا گیا۔ یہ پورے ملک کا چینل ہے اور ایک اندازے کے مطابق تقریباً پانچ ملین لوگ اس کو دیکھتے ہیں یا کہہ لیں پوری آبادی دیکھتی ہے۔ پھر آر ٹی ای ریڈیو چینل ہے۔ آر ٹی، ٹی وی چینل تو یہاں بھی سکائی پر آتا ہے۔ لیکن یہ ریڈیو ہے۔ ان کے سننے والوں کی تعداد بھی ایک ملین ہے۔ انہوں نے کچھ جمعہ بھی ریکارڈ کیا تھا اور جمعہ کے بعد پھر میرا انٹرویو بھی لیا تھا جس کو انہوں نے اپنے پروگرام میں بغیر کسی ایڈٹ کرنے کے تقریباً اسی طرح دکھا بھی دیا۔ پھر آر ٹی ون کے نمائندے جنہوں نے انٹرویو لیا تھا۔ اسلام کے بارے میں سوال کیا کہ آپ کا نعرہ تو محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں ہے اور جو کچھ مسلمان دنیا میں ہو رہا ہے یہ آپ کو فکرمند یا پریشان نہیں کرتا؟ اس پر میں نے ان کو یہی کہا تھا کہ اسلام تو یہ سکھاتا ہے کہ کسی کا حق نہ مارو، کسی کی حق تلفی نہ کرو، کسی پر زیادتی نہ کرو اور ہم تو اسلام کی حقیقی تعلیم پر عمل پیرا ہیں اور اسی بنیاد پر، اسی تعلیم پر ہمارا یہ ماٹو ہے۔ ہمیں اسلام نے یہ سکھایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں اور جو اللہ ہے وہ ربّ العالمین ہے۔ تمام جہانوں کا ربّ ہے۔ سب کو پالنے والا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ رحمۃ للعالمین ہیں۔ جب ایک ربّ ہے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے اور ایک نبی ہے جو تمام جہانوں کے لئے رحمت ہے تو یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ اسلام کی تعلیم میں کہیں بھی کسی کا حق مارنے اور ظلم کرنے کا ذکر ہو۔ پس یہ سب جھوٹ ہے اور اسلام کی تعلیم کی بنیاد ہی یہ ہے۔ بہرحال اس پر وہ کافی متاثر ہوئے۔ انہوں نے اس کو ریڈیو پر بھی دیا۔

پھر اور زیادتیوں کے بارے میں، طالبان وغیرہ کے بارے میں، ISIS کے بارے میں سوال کرتے رہے۔ میں نے یہی بتایا کہ سب غلط ہے۔ پھر انہوں نے پوچھا کہ دنیا کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں تو میں نے یہ ہی بتایا کہ دنیا جس تیزی سے فسادات میں ملوث ہو رہی ہے اس میں صرف اسلامی ممالک کا سوال نہیں ہے بلکہ اس میں یورپ کے ممالک بھی شامل ہیں اور اب یہ لپیٹ بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ اگر صبر اور تحمل کا مظاہرہ نہ کیا، اگر امن کے قیام کی کوششیں صحیح طرح نہ کی گئیں تو ایک بہت بڑی تباہی آئے گی جس کو قابو کرنا مشکل ہو جائے گا اور یہ تباہی تیسری جنگ عظیم ہے۔ اس کا بھی انہوں نے اپنی خبروں میں ذکر کیا۔

اسی طرح انہوں نے ہمارے آئرلینڈ جماعت کے صدر اور مبلغ انچارج کا انٹرویو بھی لیا۔ پھر گالوے ایف ایم ریڈیو ہے اس نے بھی نشر کیا۔ ان کی سننے والوں کی تعداد بھی ایک لاکھ پینتیس ہزار ہے۔

پھر آئرلینڈ کا نیشنل اخبار آئرش ٹائمز ہے۔ اس نے بھی 29 ستمبر کو خبر دی اور تقریباً پونے صفحے کی خبر تھی اور مسجد کی بڑی تصویروں کے ساتھ اور میری تصویر کے ساتھ دی۔ انٹرویو بھی اس نے آ کے لیا تھا۔ انٹرویو کے حوالے سے کچھ quote بھی اس نے بیان کئے۔ اس اخبار کے قارئین جو ہیں ایک لاکھ اکاسی ہزار ہیں اور انٹرنیٹ پر تقریباً چار لاکھ چوراسی ہزار سے زائد لوگ اس کو وزٹ کرتے ہیں، پڑھتے ہیں۔ بہرحال انہوں نے جب انٹرویو لیا کہ کیا فرق ہے؟ کیوں احمدیت قائم ہوئی اور آپ میں اور مسلمانوں میں فرق کیا ہے؟ تو اس کو

وَسِّعْ مَکَانَکَ
الہام حضرت مسیح موعودؑ
www.intactconstructions.org
Intact Constructions
Mohammad. Janealam Shaikh
52 First Floor, Room 7, Zakria Masjid Street
Bhishti Mohalla, Mumbai-09
e-mail: intactconstructions@gmail.com
Mob. +91- 7738340717, 9819780273

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.
Love For All, Hatred For None
AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088
TIN : 21471503143
JMB

میں نے بتایا کہ جو فرق ہے یہ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق ہے کہ ایسا زمانہ آئے گا اور اس زمانے میں پھر مسیح موعود علیہ السلام کا ظہور ہوگا۔ مسلمانوں کی مسجدیں آباد تو نمازیوں سے بیشک ہوں گی لیکن ہدایت سے خالی ہوں گی۔ (الجامع لشعب الایمان جزء3 صفحہ 318-317 فصل قال وینبغی لطالب العلم ان یکون تعلمه... حدیث نمبر 1763 مکتبۃ الرشد ناشرون 2004ء)

اور حدیث کی رو سے یہ ساری تعلیم جو ہے ان کو بیان کی۔ پھر یہ بھی میں نے بتایا کہ صرف یہ باتیں نہیں ہیں کہ خلافت کسی کے کہنے سے قائم ہو جائے یا ریفارمر آ گیا اور اس نے دعویٰ کر دیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے نشانات بتائے تھے جس میں سے آسمانی نشانوں میں سے ایک نشان چاند اور سورج کا گرہن بھی تھا۔

(سنن الدار قطنی جزء 2 صفحه 51 کتاب العیدین باب صفة صلاة الخسوف و الکسوف و هیئتهما حدیث 1777 دار الکتب العلمیة بیروت 2003ء)

تو یہ ساری باتیں ان کو بتائیں جو انہوں نے نوٹ بھی کی تھیں۔ کچھ کا شاید ذکر بھی کیا ہے۔ اسی طرح مسجدوں کی آزادی اور تحفظ کے حوالے سے بھی کافی باتیں ہوتی رہیں۔ بہرحال مجموعی طور پر میڈیا نے تقریباً ہر لحاظ سے ریڈیو نے بھی، ٹیلی ویژن نے بھی، اخبار نے بھی کوریج دی اور پورے ملک میں یہ خبریں اچھی طرح پھیلیں اور جماعت کا اور اسلام کا تعارف ہوا۔ پس جہاں ہم مسجد بناتے ہیں وہاں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسلام کی حقیقی تعلیم پھیلانے کے غیر معمولی سامان بھی پیدا ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی تائیدات ظاہر ہوتی ہیں اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ وہ میرے دوروں کو بھی غیر معمولی طور پر برکت بخشتا ہے۔ یہ سب برکات و تائیدات اور تبلیغ اور تعارف کے جو نئے راستے ہیں اللہ تعالیٰ کے اس وعدے کے مطابق ہیں جو اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کیا ہے۔ ہماری تو معمولی کوشش ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی بے پایاں عنایات ہوتی ہیں جن سے ہر احمدی ایمان و ایقان میں مزید مضبوط ہوتا ہے اور ہونا چاہئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ

’’تعجب ہے کہ اللہ تعالیٰ حق کے چمکانے اور ہمارے اس سلسلہ کی تائید میں اس قدر کثرت کے ساتھ زور دے رہا ہے پھر بھی ان لوگوں کی آنکھیں نہیں کھلتیں۔‘‘ فرمایا: ’’یہ بھی ایک عادت اللہ ہے کہ مکذبین کی تکذیب خدا تعالیٰ کے نشانات کو کھینچتی ہے‘‘ آپ فرماتے ہیں کہ: ’’ایک مخالف نے ایک دفعہ مجھے خط لکھا کہ آپ کی مخالفت میں لوگوں نے کچھ کمی نہیں کی مگر ایک بات کا جواب ہمیں نہیں آتا کہ باوجود اس مخالفت کے آپ ہر بات میں کامیاب ہی ہوتے جاتے ہیں۔‘‘ (ملفوظات جلد 4 صفحہ 239-238۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

یہ سوال ہمیں سمجھ نہیں آیا کہ ہم مخالفت کرتے ہیں اور کامیابی آپ کو ملتی چلی جاتی ہے۔ یہی سوال آج بھی ان لوگوں کا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی تائیدات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ ہیں اور ان کو یہ دیکھنا نہیں چاہتے۔ ان کے نام نہاد علماء نے ان کی عقل پر ایسے پردے ڈالے ہیں کہ روشنی کے بجائے اندھیروں کی تلاش میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی بار بار مشاہدہ کر رہے ہیں لیکن پھر بھی توجہ نہیں۔ یہ جو قدرتی آفات ہیں، یہ مسلمانوں کی قابل رحم حالت ہے، قتل و غارتگری ہے ان کو اس بات کی طرف نہیں لے جاتی کہ سوچیں کہ یہ ہم پر کیا ہو رہا ہے۔ کیا ہم اسلامی تعلیم پر عمل کر رہے ہیں۔ کیا اللہ تعالیٰ کے انعامات کے وارث بن رہے ہیں۔ اپنی ان حرکات سے ہم دنیا کو اسلام کی طرف کھینچ رہے ہیں یا متنفر کر رہے ہیں۔

بہرحال اللہ کرے کہ ان نام نہاد علماء اور خود غرض لیڈروں کے چنگل سے یہ مسلمان نکل کر اسلام کی خوبصورت تعلیم پر عمل کرنے اور اس کو پھیلانے والے بنیں اور اس امام کو قبول کریں جس کو اللہ تعالیٰ نے اس مقصد کے لئے بھیجا ہے۔ ہمارے تو یہ شہید بھی کرتے ہیں۔ ایک شہید ہوتا ہے لیکن اس کے نتیجہ میں کیا ان کو سکون ملتا ہے، ان کے روزانہ نہیں تو کم از کم ہفتے میں سینکڑوں مر رہے ہیں۔ پاکستان میں ہی آپ دیکھ لیں۔ فساد ہے۔ ہر طرف بے چینی ہے۔ بہرحال اللہ تعالیٰ ہمیں بھی توفیق عطا فرمائے کہ ہم بھی اپنے فرائض کو پورے طور پر احسن رنگ میں ادا کرنے والے ہوں۔

آج بھی میں ایک شہید کا جنازہ پڑھاؤں گا جن کو میرپور خاص میں شہید کیا گیا اور دو اور جنازے بھی ہیں۔

پہلے تو ایک جنازہ حاضر ڈاکٹر روبینہ کریم صاحبہ کا ہے۔ اس کے ساتھ ہی سارے جنازے ہوں گے۔ یہ ڈاکٹر عبدالمنعم صاحب (آئرلینڈ) کی اہلیہ تھیں۔ یہ 27 ستمبر کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مکرم محمد کریم قریشی صاحب راولپنڈی کی بیٹی تھیں اور حضرت حافظ محمد امین صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پوتی تھیں۔ یہ بیاہ کر 2000ء میں آئرلینڈ آئیں۔ یہاں آئرلینڈ میں لمبا عرصہ آپ کو لجنہ کی جنرل سیکرٹری اور سیکرٹری مال کی خدمت کی توفیق ملی۔ اسی طرح 2009ء سے اپنی وفات تک ایسٹ ریجن کی نائب صدر لجنہ مقامی کے فرائض بھی جانفشانی سے انجام دیتی رہیں۔ یہاں مسجد یا سینٹر بھی نہیں تھا تو کئی سال تک جمعہ کا انتظام ان کے گھر میں ہوتا رہا۔ مہمانوں کی تواضع انتہائی خوش اخلاقی سے کیا کرتی تھیں۔ نمازوں کی پابند، دعا گو، ملنسار، خوش مزاج، مہمان نواز، غریب پرور، خدمت خلق کے جذبے سے سرشار، ہر ایک سے حسن اخلاق اور حسن سلوک کرنے والی صابرہ شاکرہ تھیں۔ چندہ میں باقاعدگی، مالی قربانیوں میں پیش پیش، بڑی مخلص اور نیک تھیں۔ کچھ عرصہ سے علیل چلی آ رہی تھیں۔ کینسر کی ان کو تکلیف تھی لیکن بڑے صبر اور حوصلے سے انہوں نے بیماری کے دن گزارے ہیں۔ کبھی کوئی ناشکری کا کلمہ زبان پر نہیں آنے دیا۔ بڑی ہمت کر کے مجھے بھی ملنے آئی تھیں۔ ان کے چھوٹے بچے ہیں۔ فکر تھی تو صرف یہ کہ میرے یہ بچے اس ماحول میں کہیں خراب نہ ہو جائیں۔ ان کے لئے دعا کریں اللہ تعالیٰ فضل فرمائے اور ان بچوں کو ہمیشہ اپنی حفاظت میں رکھے۔ یہ مسجد کے افتتاح میں بیماری کی وجہ سے تو نہیں جا سکیں اور ہفتے کو اپنے مولیٰ کے حضور حاضر ہو گئیں۔ جیسا کہ میں نے بتایا خاوند کے علاوہ ان کے دو بیٹے ہیں اور دونوں بچے وقف نو ہیں۔

جس شہید کا میں نے ذکر کیا ہے یہ مکرم مبشر احمد صاحب کھوسہ ابن مکرم محمد جلال صاحب آف سیٹلائٹ ٹاؤن میرپور خاص ہیں جن کو 22 ستمبر کو ساڑھے سات بجے رات ان کے کلینک میں جہاں یہ ہومیوپیتھک کی بھی اور ڈسپنسری کی بھی پریکٹس کرتے تھے ان کو نامعلوم افراد نے فائرنگ کر کے شہید کر دیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ تفصیلات کے مطابق ڈاکٹر مبشر صاحب ماہی کالونی میرپور خاص سانگھڑ بائی پاس رنگ روڈ پر واقع اپنی کلینک پر معمول کے مطابق مریض چیک کر رہے تھے۔ خواتین کی طرف سے چیک کر کے مرد حضرات کی طرف آئے اور ابھی کرسی پر نہیں بیٹھے تھے کہ دو نامعلوم افراد موٹر سائیکل پر آئے اور ان میں سے ایک شخص نے کلینک میں داخل ہو کر مکرم مبشر احمد صاحب پر فائرنگ کر دی۔ فائرنگ کے نتیجہ میں پانچ چھ گولیاں شہید مرحوم کے سر اور سینے میں لگیں جس سے موقع پر ہی ان کی وفات ہو گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ ڈاکٹر صاحب کے خاندان کا تعلق ڈیرہ غازی خان سے تھا۔ 1954ء میں ان کے والد مکرم محمد جلال صاحب نور نگر ضلع عمرکوٹ سندھ شفٹ ہو گئے تھے۔ مرحوم کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ ان کے والد مکرم محمد جلال صاحب کے ذریعے 1954ء میں ہوا تھا۔ انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ ڈاکٹر صاحب شہید کے والد جب احمدی ہوئے تو گھر والوں نے انہیں گھر سے نکال دیا جس پر ان کو مکرم غلام رسول صاحب آف محمد آباد نے پناہ دی اور اپنی بیٹی محترمہ مریم صدیقہ صاحبہ کے ساتھ شادی کر دی کہ محنتی اور مخلص انسان ہے۔ شادی کے بعد محمد جلال صاحب کنری چلے گئے۔ وہاں انہوں نے آٹا چکی کا کام شروع کیا۔ 1974ء میں مخالفین نے ان کی آٹا چکی کو آگ لگا دی۔ گھر کا سامان لوٹ لیا۔ گھر پر پتھراؤ کیا۔ بہرحال شہید کے والد نے بھی سختیاں دیکھیں۔

یہ شہید 1967ء میں کنری میں پیدا ہوئے تھے۔ میٹرک تک تعلیم محمد آباد ضلع عمرکوٹ میں حاصل کی۔ وہاں جماعت کی زمینیں ہیں۔ اس کے بعد یہ کراچی اپنی نانی کے پاس چلے گئے۔ ایف۔اے پاس کیا۔ پھر ڈی ایچ ایم ایس کا کورس کیا۔ ڈسپنسری کا کورس کیا اور شادی کے بعد پھر 1995ء میں بچوں کی تعلیم کی خاطر میرپور خاص شفٹ ہو گئے۔ کچھ عرصے کے بعد وہاں کلینک کا آغاز کیا۔ اللہ تعالیٰ نے شہید مرحوم کے ہاتھ میں بہت شفا رکھی تھی۔ علاقہ کے وڈیروں اور بعض افراد کے فیملی ڈاکٹر کے طور پر تھے۔ ہومیوپیتھک علاج بھی کرتے تھے۔ تمام لوگوں کو ان کے احمدی ہونے کا علم تھا مگر کبھی کسی نے مخالفت نہیں کی حتی کہ کلینک کے ساتھ غیر از جماعت کی مسجد ہے۔ وہاں کے امام مسجد نے بھی کبھی جماعت کی مخالفت کی کوئی بات نہیں کی بلکہ ڈاکٹر صاحب سے ان کا اچھا سلوک تھا تو وہاں بعض مولوی صاحبان بھی ایسے ہیں جن میں اللہ کے فضل سے شرافت ہے۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو مزید ہدایت دے۔ شہید مرحوم شہادت کے وقت سیکرٹری تربیت نومبائعین کے طور پر خدمت کی توفیق پا رہے تھے۔ اس کے علاوہ ڈاکٹر صاحب کو کئی تنظیمی اور جماعتی عہدوں پر خدمت کرنے کی توفیق ملی۔ ڈاکٹر عبدالمنان صدیقی صاحب شہید کی امارت کے دور میں ضلعی عاملہ کے ممبر رہے۔ جو بھی نومبائعین آتے ان کے کھانے کا انتظام کرتے۔ ان کے پاس کرایہ نہ ہوتا تو اپنی جیب سے کرایہ بھی دیتے۔ خدمت خلق کا بڑا شوق تھا۔ کشمیر کا زلزلہ آیا تو میڈیکل ٹیم کے ساتھ وہاں گئے۔ 22 دن تک خدمت کا موقع ملا۔ بہرحال قربانی کے میدان میں صف اول میں سے تھے۔ مہمان نواز تھے۔ اپنے ساتھیوں اور جماعتی عہدیداران کی دعوت کا اہتمام کرتے

کلام الامام

سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

’’انسان اصل میں اُنسان سے ہے یعنی دو محبتوں کا مجموعہ ہے۔ ایک اُنس وہ خدا سے کرتا ہے دوسرا اُنس انسان سے۔‘‘ (ملفوظات جلد 2 صفحہ 5 ایڈیشن 2003)

طالب دُعا: قریشی محمد عبداللہ تماپوری۔ صدر و امیر ضلع جماعت احمدیہ گلبرگہ، کرناٹک

نیو اشوک جیولرز قادیان
New Ashok Jewellers
Main Bazar, Qadian Dt. Gurdaspur, Punjab
9815156533, 8054650500, 01872-221731
E-mail: newashokjewellers007@gmail.com

تھے۔ انتہائی سادہ طبیعت کے مالک تھے۔ خلافت سے انتہائی محبت، عشق کا تعلق تھا۔ اطاعت کا غیر معمولی جذبہ رکھتے تھے۔ باجماعت نمازی تھے۔ نفل پڑھنے والے تھے۔ درود پڑھنے والے تھے۔ ہمیشہ نرم لہجے میں بات کرتے۔ ہمیشہ درگزر سے کام لیتے۔ اعلیٰ اخلاق کے مالک تھے اور بڑے باوقار اور بارعب شخصیت کے مالک تھے۔ سینتالیس سال کی عمر تھی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے اور سیکرٹری مال کہتے ہیں اور سیکرٹری وصایا نے بھی بتایا کہ ڈاکٹر صاحب چندہ کی ادائیگی میں ہمیشہ فعال تھے۔ ہمیشہ اپنے بجٹ سے زیادہ اور بروقت چندہ وصیت ادا کیا کرتے تھے۔ اعلیٰ تعلیم بچوں کو دلوانے کا شوق تھا۔ ان کی دو بیٹیاں اس وقت میڈیکل کالج میں تعلیم حاصل کر رہی ہیں۔ دو بیٹے بھی زیر تعلیم ہیں۔ درود شریف کی، دعاؤں کی میں نے بات کی۔ ان کو پان کھانے کی عادت تھی تو انہوں نے پان کھانے کی عادت اس لئے ترک کر دی کہ جب ہر وقت، درود شریف پڑھنا ہو، زیادہ ورد کرنا ہو تو پان جو ہے اس میں روک بنتا ہے۔ ان کے چھوٹے بھائی محمد بلال نے شہادت سے چند روز قبل ایک خواب میں دیکھا کہ ان کے بھائی ایک چھت پر مکرم ڈاکٹر عبدالمنان صاحب صدیقی شہید کے ساتھ ایک طرف کونے میں کھڑے ہیں اور باقی لوگ دوسری طرف کھڑے ہیں۔ اسی طرح ڈاکٹر صاحب شہید کی والدہ نے خواب میں دیکھا کہ تمام بہن بھائیوں میں یہ اونچے مقام پر کھڑے ہیں۔ شہید مرحوم کے لواحقین میں والد مکرم جلال احمد صاحب اور والدہ مریم صدیقہ صاحبہ کے علاوہ اہلیہ محمودہ بیگم، دو بیٹیاں عزیزہ مدیحہ بلوچ جو اسداللہ رند صاحب مربی سلسلہ کراچی کی اہلیہ ہیں۔ یہ کراچی میں میڈیکل کی تعلیم بھی حاصل کر رہی ہیں۔ اور عزیزہ ناجیہ نگار، اکیس سال، یہ بھی حیدرآباد میڈیکل کالج میں تعلیم حاصل کر رہی ہیں۔ دو بیٹے ہیں۔ اٹھارہ سال کا ایک بیٹا ہے ایف ایس سی کی ہے اور اب آگے مزید انٹری ٹیسٹ کی تیاری کر رہا ہے۔ ایک بیٹا پندرہ سال کی عمر کا ہے۔ اللہ تعالیٰ شہید مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور ان کے بچوں کو، بیوی کو، والدین کو صبر اور حوصلہ عطا فرمائے اور بچوں کا حامی و ناصر ہو اور جو خواہشات یہ اپنے بچوں کے بارے میں رکھتے تھے اللہ تعالیٰ ان کو پورا فرمائے۔

مبشر صاحب شہید کے بارے میں عطاء الوحید باجوہ صاحب جو جامعہ ربوہ میں پڑھاتے ہیں کہتے ہیں کہ میرا تعلق بھی میر پور خاص سے ہے۔ وہاں ہمارا گھر مکرم ڈاکٹر صاحب کے گھر کے قریب ہی ہے۔ اس وجہ سے ڈاکٹر صاحب کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔ بہت خوش مزاج شخصیت کے مالک تھے۔ ہر ایک سے مسکرا کر بات کرتے۔ کسی مجلس میں بیٹھے ہوتے تو فوراً اس کا حصہ بن جاتے اور اپنے دلچسپ انداز گفتگو سے محفل کو کشت زعفران بنا دیتے۔ تمام واقفین زندگی اور خاص طور پر مربیان سلسلہ کا بہت احترام کرتے تھے۔ کہتے ہیں کہ موسم گرما میں جب بھی میں میر پور خاص جاتا تو مسجد میں آپ سے ملاقات ہوتی اور بحیثیت واقف زندگی بڑی عاجزی اور انکساری سے ملتے حالانکہ عمر میں میرے سے بڑے تھے لیکن مربی ہونے کی وجہ سے اتنا احترام کرتے کہ مجھے اس پر شرمندگی محسوس ہوتی۔ چہرے پر غصہ، تنگ نظری کے آثار کبھی نہیں دیکھے۔ ہمیشہ مسکراتے اور بارونق چہرے کے ساتھ ملتے۔ علاقے کے لوگ بھی حیران ہیں کہ کس وجہ سے شہید کیا گیا ہے؟ ایک ہمدرد انسان تھے۔ خدمت انسانیت کا جذبہ آپ میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ لوگوں کی طرف سے اس بات کا برملا اظہار آپ کی شہادت کے موقع پر بھی ہوا۔ کہتے ہیں کہ اللہ کے فضل سے بچوں میں بڑا حوصلہ ہے۔ میں نے بیٹے سے افسوس کیا۔ میرا خیال تھا کہ مجھے اچھی طرح جانتا ہے تو شاید جذباتی نہ ہو جائے لیکن بالکل نہیں رویا، کوئی جذباتی نہیں ہوا اور مجھے کہنے لگا کہ مربی صاحب! میر پور خاص کی دو شہادتیں ہو گئیں۔

سابق صدر لجنہ بیان کرتی ہیں کہ شہادت کے موقع پر غیر از جماعت بھی افسوس کے لئے آئے۔ دو غیر از جماعت عورتیں تعزیت کے لئے آئیں۔ ان کا تعلق اس علاقے سے تھا جہاں ان کا کلینک تھا۔ کہتی ہیں ہم بھی ڈاکٹر صاحب سے دوائی لیا کرتی تھیں۔ کہتی ہیں ایک دفعہ ایک غریب عورت ڈاکٹر صاحب کے پاس دوائی لینے کے لئے آئی۔ آپ نے اسے دوائی دی اور کچھ پرہیز بتایا۔ اس پر اس عورت نے بادل نخواستہ کہا۔ اچھا۔ اس کے انداز سے ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ ایسا نہیں کرے گی کیونکہ وہ غریب تھی بیچاری تو مبشر صاحب شہید فوراً سمجھ گئے۔ اور اسے فیس بھی واپس کر دی اور کچھ رقم بھی دی اور کہا کہ لو ان پیسوں سے تم نے یہ چیزیں لینی ہیں۔ علاج مکمل کرنا خوراک کا خیال رکھنا۔ ان عورتوں نے کہا کہ آپ لوگ جو انسانیت کی خدمت کرتے ہیں تو یہ غیر از جماعت، یہ احمدیوں کے مخالفین، آپ لوگوں کو ہی چُن چُن کر مارتے ہیں۔

بہر حال ان کا خیال ہے کہ یہ ظالمانہ اور درندگی سے بھری ہوئی حرکات سے وہ ہمارے ایمان کو کچھ کمزور کر لیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کے بعد کئی خط مجھے آئے ہیں کہ ہم اپنے ایمان پر قائم ہیں اور کوئی فکر کی بات نہیں۔ اللہ تعالیٰ ایک شہید کے بدلے ہزاروں احمدی عطا فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ سلوک ہے۔ بہر حال ہمیں یہ دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ پاکستان میں احمدیوں کو ہر لحاظ سے اپنی حفاظت میں رکھے۔ ان کے بھائی بھی لکھتے ہیں کہ بڑے حکمت سے سارے خاندان کے کام سلجھانے والے تھے۔ اور تمام خاندان والے ان سے مشورہ لیا کرتے تھے۔ اپنے بہن بھائیوں کا خیال رکھنا ان کی تعلیم کا خیال رکھنا۔ ایک بہن کے کچھ مالی مسائل تھے۔ ان کے خاوند کو کسی وجہ سے جیل جانا پڑ گیا۔ بچوں کا بڑا خیال رکھا۔ نومبائعین کی خدمت میں ہر وقت مصروف رہنے والے تھے۔ تیسرا جنازہ جو ہے الحاجہ سسٹر نعیمہ لطیف صاحبہ کا ہے۔ یہ مکرم الحاج جلال الدین لطیف صاحب صدر جماعت زائن اور نائب صدر انصاراللہ یو ایس اے کی اہلیہ تھیں۔ کچھ عرصہ سے کافی زیادہ بیمار تھیں۔ 23 ستمبر 2014ء کو نماز ظہر کی تیاری کر رہی تھیں تو اپنے مولیٰ حقیقی سے جا ملیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

سسٹر نعیمہ لطیف 21 مئی 1939ء کو ایک عیسائی گھرانے میں پیدا ہوئیں۔ آپ نے ویسٹ ورجینیا یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کر کے امریکن آرمی کے شعبہ میڈیکل میں رضاکارانہ طور پر کام شروع کیا۔ جنگ کے دوران زخمی ہونے والے فوجیوں کی دیکھ بھال کا کام کیا۔ معاشرے میں اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنے والی، قانون کی پاسدار اور امن پسند خاتون تھیں۔ 1974ء میں احمدیت قبول کی اور خود مطالعہ کر کے بڑی تیزی سے ایمان و اخلاص میں ترقی کی۔ یہاں تک کہ یوکے کے جلسہ سالانہ 2000ء کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع سے ملاقات ہوئی تو حضور نے ان کو فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے جیسے آپ پیدائشی احمدی مسلمان ہیں۔ سسٹر نعیمہ نے اپنی زندگی میں کبھی نماز جمعہ نہیں چھوڑی۔ جماعتی پروگراموں میں باقاعدگی سے شامل ہونے والی تھیں۔ رمضان کے روزے کبھی نہیں چھوڑے۔ اس کے علاوہ سنت نبوی پر عمل کرتے ہوئے باقاعدگی سے ہفتہ وار نفلی روزے بھی رکھتی تھیں۔ اعتکاف میں بیٹھنے کا بھی انہیں موقع ملتا رہا۔ خدمت خلق کے کاموں میں پیش پیش تھیں۔ ضعیف کمزور لوگوں کو جو خود مسجد نہیں پہنچ سکتے تھے۔ انہیں باقاعدگی سے سواری مہیا کرتیں۔ 2002ء میں اپنے خاوند اور جماعت امریکہ کے بڑے وفد کے ساتھ حج بیت اللہ کی سعادت پائی۔ اپنے بچوں کو جمعہ کی نماز میں شامل کرنے کے لئے سکول سے چھٹی کرواتی تھیں۔ اپنے گھر میں فجر کی نماز کے بعد سارے خاندان کو تلاوت قرآن پاک کی عادت ڈالی۔ مغرب کی نماز جو گھر میں باجماعت ادا ہوتی تو ان کے بچوں کے ساتھ محلے کے بچے بھی شامل ہو جایا کرتے تھے۔ مالی قربانی میں پیش پیش رہتیں۔ جب بھی کوئی زیور آپ کے میاں کی طرف سے تحفہ ملتا تو مساجد کے لئے چندے میں دے دیتیں۔ عمر کے آخری حصے میں اپنے خاوند کو کہا کہ آپ نے جو تحفہ دینا ہوتا ہے وہ میں مسجد فنڈ میں دے دیتی ہوں۔ بہتر یہ ہے کہ آپ تحائف خریدنے کے بجائے براہ راست میری طرف سے یہ رقم مسجد فنڈ میں دے دیا کریں۔ اخلاص سے بھری ہوئی ایسی خواتین بھی اللہ تعالیٰ نے جماعت کو عطا فرمائی ہیں۔ بہت منکسر المزاج تھیں۔ غیبت سے آپ کو سخت نفرت تھی۔ آپ کی موجودگی میں اگر کوئی عورت کسی دوسری عورت کے متعلق منفی رنگ میں بات کرتی تو بلاتردد کہہ دیا کرتی تھیں کہ میں کسی کا گوشت کھانا نہیں چاہتی۔ چنانچہ کسی کو آپ کے سامنے غیبت کرنے کی جرأت نہ تھی۔ کاش کہ یہ عادت نہ صرف عورتوں میں بلکہ مردوں میں بھی پیدا ہو جائے تو بہت قسم کے جھگڑے جو ہیں فساد جو ہیں رنجشیں جو ہیں وہ ہماری جماعت میں سے دور ہو جایا کریں۔

خلافت اور خلیفہ وقت سے عشق کی حد تک پیار تھا اور خلیفہ وقت کی اطاعت کو اولین ترجیح دیتیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے امریکہ کے دورے کے دوران ایک یونیورسٹی میں پردے کی اہمیت پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا خطاب سن کر اسی وقت حجاب لے لیا اور اس زمانہ میں اپنے علاقہ میں واحد خاتون تھیں جو اسلامی پردے میں نظر آتی تھیں۔ دعا کے لئے باقاعدہ لکھا کرتی تھیں۔ بڑا تعلق رکھنے والی تھیں۔ یہاں بھی جلسوں پہ آئی ہیں۔ کئی دفعہ مجھے ملتی رہیں۔ بڑا اخلاص اور وفا کا ان کا تعلق تھا۔ نیشنل سیکرٹری وقف جدید، صدر لجنہ نارتھ جرسی جماعت اور یو ایس کی نیشنل رشتہ ناطہ ٹیم کی ممبر کے طور پر ان کو خدمت کی توفیق ملی۔ اللہ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ ان کے پسماندگان میں خاوند مکرم جلال الدین لطیف صاحب کے علاوہ تین بیٹے اور ایک بیٹی ہیں۔ تمام بچے سلسلہ کے کاموں میں حصہ لینے والے اور جماعتی عہدوں پر فائز ہیں۔ پورا خاندان ہی اللہ کے فضل سے انتہائی وفا کا تعلق رکھنے والا ہے۔ جلال صاحب خود بھی، بچے بھی خدمت کرنے والے ہیں۔ ان کی بیٹی تو میرے خیال میں سب سے زیادہ اخلاص و وفا میں بڑھی ہوئی ہے۔ ہر سال یہاں جلسے پہ آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند فرمائے اور ان سے پیار اور مغفرت کا سلوک فرمائے۔ ان کے خاوند اور بچوں کو بھی حوصلہ دے اور صدمہ برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہمیشہ ان کی مشکلات دُور فرمائے۔

ایک جنازہ کیونکہ حاضر بھی ہے اس لئے نماز جمعہ کے بعد مَیں باہر جا کے نماز جنازہ پڑھاؤں گا۔ احباب یہیں مسجد میں ہی صفیں درست کر کے نماز پڑھیں۔ ......☆......☆......

کلام الامام

سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

’’اللہ کا لفظ اسی ہستی پر بولا جاتا ہے جس میں کوئی نقص ہو ہی نہیں۔‘‘

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۴۸)

منجانب: امیر جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers

جے کے جیولرز۔ کشمیر جیولرز

چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے
Shivala Chowk Qadian (India)
Ph. (S) 01872 -224074, (M) 98147-58900,
E-mail: jk_jewellers@yahoo.com
Mfrs & Suppliers of : Gold and Silver Diamond Jewellery

بقیہ: خطاب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ از صفحہ اوّل

اوچھے ہتھکنڈے استعمال کئے گئے اور کئے جا رہے ہیں اور جو مخالفت اور دشمنی کے بازار گرم کئے گئے اور کئے جا رہے ہیں اس کی مثال دنیا کے کسی مذہب اور اس کے پیشوا اور رسول کی مخالفت میں نہیں ملتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات جو مجسم رحمت اور برکت تھی اور ہے اور قیامت تک رہے گی اس پر جو جھوٹ کا سہارا لیتے ہوئے غلاظت اور گند اچھالنے کی کوشش کی گئی اور کی جاتی ہے وہ کسی اور نبی پر نہیں ہوئی۔ ظاہری گند بھی آپ کی زندگی میں آپ پر پھینکا گیا۔ مختلف موقعوں پر تکلیفیں دی گئیں تا کہ اس سے دشمنوں کے دلوں کی آگ ٹھنڈی ہو۔ اور آپ کی زندگی میں آپ پر غلط الزامات بھی لگائے گئے اور آپ کے پیاروں پر بھی لگائے گئے کہ اس سے لوگوں کو آپ سے متنفر کیا جائے اور آپ کے مقام و مرتبہ کو گرایا جائے۔ پھر آج تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف لکھنے والے آپ کے خلاف لکھ کر کتابوں کے انبار لگاتے چلے جا رہے ہیں تا کہ آپ کی ذات اور آپ کی لائی ہوئی شریعت کو اور آپ کی اُمّت کو بدنام کیا جائے۔ پس دشمن گزشتہ تقریباً پندرہ صدیوں سے کبھی آپ کی ذات پر گند اچھالنے پر لگا ہوا ہے کبھی اسلام کی تعلیم پر گند اچھالنے پر لگا ہوا ہے۔ کبھی اسلام کو ظلم زیادتی اور حقوق غصب کرنے اور شدت پسندی کا مذہب کہا گیا ہے اور اس طرح اسلام کی ترقی کو اپنے زعم میں ان لوگوں نے روکنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن ان تمام باتوں کے باوجود اسلام اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق ترقی ہی کرتا چلا گیا۔ آج بھی باوجود مخالفین اور میڈیا کے بے انتہا اسلام مخالف پراپیگنڈہ کرنے کے ترقی کر رہا ہے۔

انبیاء کی مخالفتیں ان کی زندگیوں میں بے شک ہوئیں لیکن ان کے اس دنیا سے چلے جانے کے بعد یا کچھ عرصے بعد یہ مخالفتیں ختم ہو گئیں۔ ان کے دین بھی روایتی دینوں اور قصوں کہانیوں میں تبدیل ہوتے چلے گئے۔ کسی کی شریعت اپنی اصلی حالت میں قائم نہیں رہی۔ نہ ہی کسی کی کتاب آج اپنی اصلی حالت میں موجود ہے۔ نہ ہی کسی کی شریعت کے بارہ میں اس کے شارع کی طرف سے یہ اعلان ہے کہ خدا تعالیٰ نے اسے محفوظ کرنے کا وعدہ کیا ہوا ہے۔ یہ صرف اور صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے جن سے خدا تعالیٰ نے آپ پر نازل ہونے والی کتاب کی خود حفاظت کا وعدہ فرمایا ہوا ہے جو اصلی حالت میں آج پندرہ سو سال کے بعد بھی محفوظ ہے۔

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریباً پندرہ صدیاں گزرنے کے بعد بھی اس تندہی سے اور شدت سے جو مخالفت ہے یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ آپؐ کی لائی ہوئی شریعت ہمیشہ قائم رہنے والی شریعت ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم آج بھی اسی طرح زندہ نبی ہیں جس طرح چودہ سو سال پہلے تھے اور قیامت تک آپ ہی زندہ نبی رہیں گے اور آپ کی شریعت ہی اپنی اصلی حالت میں قائم رہے گی کیونکہ خدا تعالیٰ نے اس کی حفاظت خود اپنے ذمہ لی ہے۔

پس مخالفین اسلام بجائے اس کے کہ اسلام پر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات پر الزام لگائیں انصاف کی آنکھ کو استعمال کرتے ہوئے اس تعلیم کی حقیقت کو دیکھیں۔ اگر مسلمانوں کے چند گروہوں کے عمل ایسے ہیں جو اسلام کی تعلیم کو بدنام کر رہے ہیں یا مخالفین اسلام کو اسلام پر انگلی اٹھانے کا موقع دے رہے ہیں تو یہ بھی قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی کا ثبوت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتا دیا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ہمیں بتا دیا تھا کہ انحطاط جو انسانی زندگی کا حصہ ہے ایک وقت کے بعد اس کا اثر مسلمانوں پر بھی ہو گا اور ایک لمبا عرصہ رہے گا لیکن اس کے باوجود جو شریعت قرآن کریم کی صورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لائے تھے اس کی حالت اسی طرح مستند رہے گی جس طرح وہ اپنے نزول کے وقت تھی۔ اور پھر یہ بھی وعدہ ہے کہ آخری زمانے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک عاشق صادق اور غلام صادق بھیجا جائے گا جو آخرین کو اوّلین سے ملائے گا۔ قرآن کریم کی خوبصورت تعلیم کو حقیقی رنگ میں دنیا کو دکھائے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کے حسن و احسان کو دنیا کے سامنے پیش کرے گا جو ہر مخالف اور معاند کا منہ بند کر دے گا، جو ہر حملہ آور کی تلوار کے سامنے دلائل کی چٹانیں کھڑی کر کے اسے کند کر دے گا اور دشمن ناکام و نامراد ہو گا۔ اور ہم گواہ ہیں کہ 125 سال پہلے ہم نے وہ نظارہ دیکھا کہ اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر حملے کے جواب اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے اس جری اللہ نے ایسے مضبوط دلائل اور براہین کے ساتھ دیئے کہ جو مخالف بھی مقابل پر آیا اسے میدان چھوڑ کر بھاگنا پڑا اور آج بھی اس جری اللہ کی قائم کردہ جماعت ہی ہے جو نہ صرف مخالفین کے جواب دے کر ان کے منہ بند کر رہی ہے بلکہ اسلام کی خوبصورت تعلیم کو دنیا میں پھیلا رہی ہے۔

بعض مسلمانوں کی اسلام کی تعلیمات کے بارے میں خودساختہ تشریحیں اور تفسیریں اس بات کی دلیل نہیں کہ اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم شدت پسندی اور ظلم کی تعلیم ہے۔ ہر قوم میں خود غرض اور نفس پسند اور نفس پرست ہوتے ہیں۔ یہ ایسے لوگوں کی باتیں ہیں جو لوگ اپنے ذاتی مفادات حاصل کرنے کی خواہش رکھتے ہیں اور یہ ایسے لوگوں کی باتیں ہیں جو ایسے ذاتی مفاد حاصل کرنے کی خواہش رکھنے والوں کے پیچھے چلتے ہیں۔ وہ کم علمی اور جہالت کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں۔ جیسا کہ مَیں نے کہا حقیقی تعلیم تو حسن و احسان کی تعلیم ہے جس کو دکھانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق کو بھیجا جو مسیح موعود اور مہدی معہود کے منصب کے ساتھ آیا۔ پس آج جماعت احمدیہ حقیقی اسلام کی تصویر پیش کر رہی ہے اور اس کے لئے دنیا میں ہر جگہ کوشاں ہے۔ ہمارے مقاصد حکومتوں پر قبضہ کرنا نہیں۔ ہمارے مقاصد حقیقی اسلامی تعلیم کے مطابق انسانوں کو اللہ تعالیٰ کا صحیح عابد بنانا ہے۔ ہمارے مقاصد دنیا کی دولتیں سمیٹنا نہیں۔ ہمارے مقاصد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ پر چلتے ہوئے ہمدردی مخلوق اور خدمت انسانیت کرنا ہے۔ ہمارے مقاصد ظلم و بربریت کے مظاہرے کرتے ہوئے معصوموں اور عورتوں اور بچوں کو قتل کرنا یا یرغمال بنانا نہیں بلکہ ہمارا مقصد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی تعلیم اور آپ کے اس اُسوہ حسنہ کے مطابق رحمانیت کے جلوے دکھانا ہے۔ اور یہ رحمانیت کسی خاص قوم یا مسلمانوں سے خاص نہیں ہے بلکہ رُوئے زمین پر بسنے والے ہر انسان بلکہ ہر مخلوق کے لئے یہ فیض عام ہے۔

پس وہ لوگ جو بغیر سوچے سمجھے اسلام اور بانی اسلام پر اعتراض کرتے ہیں، دلائل سے ان کے منہ بند کرنا اور عمل سے ان کے منہ بند کرنا ہر احمدی کا فرض ہے۔ ہم نے دنیا کو بتانا ہے کہ رُوئے زمین پر نہ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے پہلے اور نہ بعد میں کوئی ایسا شخص تھا، نہ ہو گا جو تمام جہانوں کے لئے رحمت ہو۔

اس وقت میں نے جو آیات تلاوت کی ہیں ان میں رحمت اور رحمانیت کی اس تعلیم کا ذکر ہے جو اسلام کی تعلیم ہے۔ اور ان آیات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عمل کا ذکر ہے جس کا اظہار انسانیت کے لئے درد کی وجہ سے آپ سے ہوتا تھا۔ جہاں یہ رحمت اپنوں کے لئے ہے وہاں یہ رحمت غیروں کے لئے بھی ہے اور رحمانیت کا جذبہ ہی ہے جو ہر جگہ سلامتی بکھیرنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ ۔ یقیناً تمہارے پاس تمہیں میں سے ایک رسول آیا۔ اسے بہت شاق گزرتا ہے جو تم تکلیف اٹھاتے ہو۔ پھر فرمایا اور صرف یہی نہیں کہ تمہارا کسی قسم کی تکلیف میں پڑنا اسے شاق گزرتا ہے یا یہ بات اسے بے چین کر رہی ہے کہ تمہارے عمل تمہیں ایک تکلیف میں ڈالیں گے۔ تم خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا موجب ہو کر اپنی دنیا و عاقبت برباد کرو گے۔ صرف سوچ کی حد تک اس رسول کی تکلیف نہیں ہے بلکہ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ ۔ وہ تمہاری بھلائی چاہتا ہے اور تمہارے لئے خیر کا بھوکا ہے۔ پس اگر وہ اپنا محبت اور سلامتی کا پیغام تم تک پہنچاتا ہے تو کوئی اپنا مقصد حاصل کرنے کے لئے نہیں بلکہ صرف اور صرف تمہارے درد میں۔ اس رسول کی تبلیغ صرف اس لئے ہے کہ اے کافرو اور انکار کرنے والو! تم خدا تعالیٰ کی حکومت میں آ کر حقیقی امن اور سلامتی اور رحمت کو سمجھنے والے بن سکو کیونکہ خدا رحمان ہے۔ پس باوجود اس کے کہ کفّار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر طرح تکلیفیں دیں، مشکلات میں ڈالا، زندگی کی سہولیات سے محروم کیا، آپ کے پیاروں پر ظلم کئے، ان کو شہید کیا، حتی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی قتل کرنے کے منصوبے بنائے اور ان پر جنگیں ٹھونسی گئیں لیکن یہ نبی جو سراپا محبت اور امن اور سلامتی ہے، ان سب کے باوجود اے کافرو! تمہاری بھلائی اور خیر کا متمنی ہے۔

کسی چیز کو تکلیف اٹھا کر حاصل کرنے کو حریص کہتے ہیں۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زندگی میں اپنی جان کو ہلاک کر کے، اپنا اور اپنے صحابہ کا جانی اور مالی نقصان برداشت کر کے، یہ سب کچھ برداشت کرنے کے باوجود بھی ایک ہی تڑپ رکھتے تھے کہ ان مخالفین اور دشمنوں کو کسی طرح خیر پہنچے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل انسانوں کے لئے شفقت اور محبت سے اس قدر بھرا ہوا تھا کہ اس کی مثال دنیا میں کہیں نظر نہیں آتی۔ پہلے نہ ماننے والوں کا ذکر کر کے آخر میں پھر مومنوں کا بھی اس آیت میں ذکر فرمایا گیا ہے جو آیت میں نے پہلے تلاوت کی کہ مومنوں کی تکلیف دیکھ کر ان پر بھی مہربان ہوتا ہے اور بار بار رحمت کرتے ہوئے ان پر متوجہ ہوتا ہے۔

پس جس رسول کے ظلم کے قصے یہ ظالم دنیا کو بیان کر کے آج بھی مخالفت اور نفرتوں کے شعلے بلند کرنے کی کوشش کرتے ہیں اس کا تو یہ حال ہے کہ غیروں کی بھلائی کے لئے بھی بے چین ہے اور اپنوں کی تکلیف دیکھ کر بھی وہ محبت، مہربانی اور رحم کے جذبات سے پُر ہو کر انہیں اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے آنے کی خوشخبریاں دے رہا ہے۔ کیا آج دنیا میں ایسی کوئی مثال ملتی ہے؟ لوگ اپنوں سے تو مہربانی اور محبت اور رحم کے جذبات رکھتے ہوئے سلوک کرتے ہیں لیکن غیروں کے لئے حریص نہیں ہوتے۔ ان کے لئے بے چین نہیں ہوتے۔ ان کے لئے اپنی راتوں کی نیندیں حرام نہیں کرتے کہ ان کو ظلموں سے روک کر اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچائیں۔ پس یہ سبق ہے ان مسلمانوں کے لئے بھی چاہے وہ حکمران ہیں یا مختلف گروہوں میں بٹے ہوئے ہیں اور اپنا نام نہاد اسلام

مالک رام دی ہٹی مین بازار قادیان
Malik Ram Di Hatti, Main Bazar, Qadian

کمپنی کے اُونی، ریشمی بڑھیا کپڑے خریدنے کیلئے تشریف لائیں
098141-63952
نوٹ: پرانی دوکان بدل کر سامنے نئے شوروم میں چلی گئی ہے۔

نافذ کرنا چاہتے ہیں کہ بجائے ظلموں کے پیار اور محبت سے، حکمت سے اسلام کی خوبصورتی بیان کرو۔ کلمہ گوؤں سے مہربانی کا سلوک کرو اور بار بار رحم سے ان کی طرف متوجہ ہو۔ کسی کلمہ گو کا عمداً قتل اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق جہنم میں لے جاتا ہے۔ پس یہ بھی اس رسول کی رأفت اور رحم ہے جو اللہ تعالیٰ کی رأفت اور رحم کا سب سے بڑا مظہر ہے۔ جس کی دعاؤں کو قبول کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ان انعامات سے محروم نہیں کیا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستہ تھے بلکہ قیامت تک اس رأفت اور رحیمیت کا سلسلہ قائم فرما دیا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیج کر اسلام پر ہونے والے ہر حملے کو ردّ کرنے کا سامان پیدا کر دیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو بھیج کر جہاں مسلمانوں کے لئے اس فیض کو جاری رکھا وہاں اسلام پر ہونے والے الزامات کی بھی نفی کر دی کہ اسلام تشدد اور بے رحمی کا مذہب ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کو داغدار کرنے کی کوشش کرنے والے ہر شخص کا منہ بند کر دیا جو آپ پر ظلم اور بربریت کا الزام لگاتا ہے۔ آپ نے قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت سے ثابت کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو اپنوں اور غیروں کے لئے سراپا رحمت تھے۔ آج دنیا میں ہمدردی کے دعوے کرنے والے، رحم کے دعوے کرنے والے، بھلائی اور خیر چاہنے والے اپنوں کے لئے تو سب کچھ چاہتے ہیں لیکن دوسروں کے لئے بھلائی نہیں چاہتے۔ اب آجکل جو فلسطین کی تنظیم حماس اور اسرائیل کی جو جنگ چل رہی ہے اس میں کیا یہ نمونے نظر نہیں آتے۔ اسرائیل کی بمباری سے سینکڑوں فلسطینی بچے شہید ہو گئے۔ کوئی ہمدردی کا جذبہ پیدا نہیں ہوا۔ پچھلے دنوں حماس کی راکٹ فائرنگ سے ایک اسرائیلی بچہ مر گیا تو اسرائیل کے وزیراعظم نے اعلان کیا کہ ہم اس کا بدلہ لیں گے اور چین سے نہیں بیٹھیں گے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اب پھر کچھ معاملہ بہتری کی طرف جا رہا ہے اور اللہ کرے کہ بہتری کی طرف جاتا رہے۔ بہرحال اس نے کہا ہم نہیں بیٹھیں گے اور جو بدلہ لیتے ہیں تو بدلے کی کوئی حد بھی نہیں ہے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ اس بچے کا قتل جائز ہے جو حماس کی فائرنگ سے مرا ہے۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تو اس طرح سراپا رحمت ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ جنگوں میں بھی کسی عورت کو، کسی بچے کو حتی کہ کسی مرد کو بھی جو جنگ میں حصہ نہیں لے رہا قتل نہیں کرنا۔ کیونکہ یہ ظلم ہے۔

(ماخوذ ازالسنن الکبریٰ للبیھقی کتاب السیر باب ترك قتل من لا قتال فیه من الرهبان والکبیر وغیرهما حدیث 18663 جلد 9 صفحه 153 مطبوعه مکتبة الرشد 2004ء)

پس اسلام نے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ظلم کو ظلم ہی کہا ہے چاہے کسی کی طرف سے ہو۔ لیکن کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اسلام پر الزام لگانے والے خود اپنے عمل نہیں دیکھتے۔ ظلم پر ظلم ہوتا ہے اور کسی بڑی طاقت کو یہ جرأت نہیں کہ اس ظلم کے خلاف یہ آواز اٹھائے جبکہ ہمارا پیارا رسول تو ہر ایک کے لئے پیار کے اور رحمانیت کے جلوے دکھا رہا ہے۔ اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام ''اعجاز المسیح'' میں ایک جگہ فرماتے ہیں کہ فَاَشَارَاللّٰہُ فِی قَوْلِہٖ عَزِیْزٌ وَ فِی قَوْلِہٖ حَرِیْصٌ اِلَی اَنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَام مَظْھَر صِفَتِہِ الرَّحْمَان بِفَضْلِہِ الْعَظِیْم۔ لِاَنَّہٗ رَحْمَۃٌ لِّلْعَالَمِیْنَ کُلِّھِمْ وَلِنَوْعِ الْاِنْسَانِ وَالْحَیْوَانِ۔ وَاَھْلِ الْکُفْرِ وَالْاِیْمَانِ۔ ثُمَّ قَالَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ۔ فَجَعَلَہٗ رَحْمَانًا وَرَحِیْمًا۔

(اعجاز المسیح روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 118-117)

یعنی اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے عزیز اور حریص کے الفاظ میں اس طرف اشارہ کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کے فضل عظیم سے اس کی صفت رحمان کے مظہر ہیں۔ کیونکہ آپ کا وجود مبارک سب جہانوں کے لئے ہے۔ بنی نوع انسان، حیوانات، کافروں، مومنوں سب کے لئے ہے۔ پھر فرمایا بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ۔ اور اس میں آپ کو رحمان اور رحیم کے نام دیئے۔

پس یہ ہے وہ آپ کا حسن و احسان اور رحمانیت اور رحیمیت کا جلوہ جو آپ کے عاشق صادق اور زمانے کے امام نے کھول کر دکھایا۔ یہ ہے وہ اُسوہ حسنہ جس کا قرآن کریم نے ذکر فرمایا ہے۔ اور یہ ہے وہ تعلیم جو ہر اس شخص کے لئے ہے جو اپنے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منسلک کرنے کا دعویٰ کرتا ہے کہ اس پر عمل کرے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ:

''تعلیم قرآنی ہمیں یہی سبق دیتی ہے کہ نیکوں اور ابرار و اخیار سے محبت کرو اور فاسقوں اور کافروں پر شفقت کرو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَاعَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ۔''

(نور القرآن نمبر 2 روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 433)

یعنی اے کافرو! یہ نبی ایسا مشفق ہے جو تمہارے رنج کو دیکھ نہیں سکتا اور نہایت درجہ خواہش مند ہے کہ تم ان بلاؤں سے نجات پا جاؤ۔

پھر آپ فرماتے ہیں:

''جذب اور عقدِ ہمّت ایک انسان کو اس وقت دیا جاتا ہے جبکہ وہ خدا تعالیٰ کی چادر کے نیچے آ جاتا ہے اور ظلُّ اللہ بنتا ہے۔ پھر وہ مخلوق کی ہمدردی اور بہتری کے لئے اپنے اندر ایک اضطراب پاتا ہے۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس مرتبے میں کُل انبیاء علیہم السلام سے بڑھے ہوئے تھے۔ اس لئے آپ مخلوق کی تکلیف دیکھ نہیں سکتے تھے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَاعَنِتُّمْ۔ (التوبۃ:128) یعنی یہ رسول تمہاری تکالیف کو دیکھ نہیں سکتا۔ وہ اس پر سخت گراں ہے اور اسے ہر وقت اس بات کی تڑپ لگی رہتی ہے کہ تم کو بڑے بڑے منافع پہنچیں۔''

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 56۔ ایڈیشن 1985 مطبوعہ انگلستان)

پس یہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ پاک اور مبارک اُسوہ جس کی آج زمانے کو ضرورت ہے جو دنیا کے امن اور سلامتی کی ضمانت ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے صرف یہی نہیں بتایا کہ غیروں اور اپنوں کی تکلیفیں دُور کرنے اور بھلائی چاہنے کے لئے وہ حریص ہے، بے چین ہے بلکہ اس بے چینی کے معیار کا اظہار ان الفاظ میں کیا کہ لَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ اَلَّا یَکُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ۔ کیا تُو اپنی جان کو اس لئے ہلاک کر دے گا کہ وہ مومن نہیں ہوتے۔ یعنی تیرا دل ان کے ایمان نہ لانے سے اس لئے بے چین ہے کہ ان کا یہ کفر اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا موجب بن کر ان کو سزا کا مستوجب بنائے گا۔ پس یہ مخلوق سے ہمدردی اور انسانیت سے ہمدردی کا معیار ہے۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا درد ہے، فکر ہے، رحم ہے کہ یہ زندگی بخش پیغام، وہ پیغام جو خدا تعالیٰ کے قریب کرنے والا ہے اس کا انکار کر کے اس کے ماننے والوں پر ظلم کر کے یہ لوگ نہ صرف اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم ہو رہے ہیں بلکہ عذاب سہیڑ رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں بنی نوع انسان کی ہدایت کی اتنی شدید تڑپ پائی جاتی تھی کہ آپ بے چین ہو ہو جاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ یہ دیکھ کر فرماتا ہے کہ کیا تُو اپنے آپ کو ان کے غم میں ہلاک کر لے گا۔ بَخَعٌ کے معنی ہوتے ہیں اس طرح گلے پر چھری پھیرنا کہ گردن کے آخری حصے تک پہنچ جائے۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بنی نوع کی ہمدردی اور ان کے لئے رحم کے جذبات اور انہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچانے کے لئے تُو یہاں تک پہنچ گیا ہے گویا اپنے آپ کو ذبح کر رہا ہے۔ دنیا میں بے چین ہو کر قربانی تو لوگ اپنے محبوبوں اور پیاروں کے لئے کرتے ہیں لیکن یہ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی طُرّۂ امتیاز ہے۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بنی نوع انسان کے لئے درد کا ہی مقام ہے کہ اپنے ان دشمنوں کے لئے بھی بے چین ہو ہو کر دعائیں کر رہے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کے عذاب کا ہلکا سا بھی احساس ہوتا ہے کہ ان کی ان حرکتوں سے یہ اللہ تعالیٰ کے عذاب کے نیچے نہ آ جائیں تو اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑاتے ہیں کہ اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ۔

(الجامع لشعب الایمان للبیھقی جزء 3 صفحه 45 فصل فی حدب النبیؐ علی امته ورافته بھم حدیث 1375 مطبوعه مکتبة الرشد 2004ء)

ہزاروں انبیاء گزرے ہیں مگر رحم کے جذبات کا یہ اظہار نہ حضرت نوح سے ہوا، نہ حضرت ابراہیم سے، نہ حضرت موسیٰ سے، نہ حضرت عیسیٰ سے کہ بنی نوع انسان کے لئے یہ ہمدردی کے جذبات ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جذبات صرف اپنے ماننے والوں، آپ سے قرب کا تعلق رکھنے والوں، اپنے کبار صحابہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر وغیرہ سے نہیں تھے بلکہ ان مکروہ چہروں کے لئے بھی تھے جنہوں نے آپ کو تکلیفیں دیں۔ عتبہ، شیبہ اور ابوجہل کے لئے بھی آپ رحم کے جذبات رکھتے تھے۔ یہ لوگ وہ ہیں جنہوں نے آپ کو تکلیفیں پہنچانے میں کوئی دقیقہ نہیں چھوڑا۔ پھر طائف کے لوگوں نے آپ کو لہولہان کر دیا کہ خون پاؤں تک بہہ رہا تھا لیکن خدا تعالیٰ کا فرشتہ جب عذاب دینے کی بات کرتا ہے تو آپ فرماتے ہیں، نہیں۔ فوراً آپ کے رحم کے جذبات اپنی تکالیف پر حاوی ہو جاتے ہیں اور آپ اپنے جسم اطہر سے خون پونچھتے جاتے ہیں اور دعا کرتے جاتے ہیں کہ اے میرے رب! یہ نہیں جانتے کہ مَیں کون ہوں تُو انہیں معاف فرما۔ (وامحمداہ از سید بن حسین عفانی جلد اول صفحه 49-48 الفصل الاول، دار العفانی قاھرہ 2006ء)

یہ ظلم آپ کی زندگی میں جاری رہے لیکن آپ کا جذبہ اس پیغام کو دنیا میں پھیلانے کے لئے ہر مخالفت کے بعد اس رحم کی وجہ سے جو بنی نوع کے لئے آپ کے دل میں تھا مزید بڑھتا جاتا تھا۔ آپ سمجھتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے میں اور اس حقیقی ہدایت کو اختیار کرنے میں جو آپ لائے ہیں دنیا کی بقا ہے۔

غزوۂ اُحد میں آپ کی ہمدردی اور دشمن کے لئے درد کو بھی تاریخ نے یوں محفوظ کر لیا کہ جب آپ زخمی ہو کر گر پڑے اور بعض مسلمان جو آپ کے اردگرد آپ کی حفاظت کے لئے کھڑے تھے ان میں سے بعض زخمی ہو کر، بعض شہید ہو کر آپ کے اوپر گرتے رہے اور اس وقت یہی سمجھا گیا کہ شاید اب آپ بھی اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو گئے ہوں گے۔ لیکن جب نیچے سے آپ کے جسم کو نکالا گیا تو اس وقت آپ ہوش میں تھے اور اس وقت بھی آپ نے دعا یہی دی کہ رَبِّ اغْفِرْ لِقَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ۔ (صحیح مسلم کتاب الجھاد و السیر باب فی غزوۃ احد حدیث نمبر 4646)

(السیرۃ الحلبیۃ جلد 2 صفحه 317 تا 320 باب ذکر مغازیه صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، غزوۃ احد، مطبوعه دار الکتب العلمیۃ بیروت 2002ء) اے میرے

گردھاری لال، ملکھی رام سیالکوٹ والے کی پرانی دُوکان
لوتھرا جیولرز قادیان
Kewal krishan & Karan Luthra
Shivala Chowk, Main Bazar , Qadian
Ph.9888 594 111, 8054 893 264
E-mail: luthrajewellers@live.com
LUTHRA JEWELLERS
LJ
SIGN OF PURITY
Since 1948

رب یہ مجھے نہیں جانتے انہیں بخش دے۔ پس کیا اس حالت میں بھی ہمدردیٔ خلق کوئی کرسکتا ہے؟ یہ آپؐ کا ہی مقام تھا لیکن آنکھوں کے اندھوں کو پھر بھی آپ میں رحمت نظر نہیں آتی۔ یہ آنکھوں کے نہیں، دل کے اندھے لوگ ہیں۔

طائف کے سفر میں پیغام حق پہنچانے کی تڑپ کا واقعہ بھی تاریخ ہمیں بتاتی ہے جب خون سے لہولہان واپسی پر مکّہ کے ایک سردار کے باغ میں آپ ستانے کیلئے رکے تو باغ کے مالک نے دُور سے آپ کو اس حالت میں دیکھا اور اس کے دل میں آپ کے لئے ہمدردی کے جذبات پیدا ہوئے۔ اس نے اپنے ایک غلام کو بلا کر انگور کے چند خوشے دیئے کہ وہ جو دو شخص بیٹھے ہیں ان کو دے آؤ، آپ کے ساتھ آپ کے غلام بھی تھے۔ بلکہ غلام نہیں کہنا چاہئے آزاد زید تھے۔ وہ غلام جب انگور لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور انگور دیئے اور جب باتوں باتوں میں پتا چلا کہ وہ باغ کے مالک کا غلام نینوا کا رہنے والا عیسائی ہے۔ تو آپ نے اسے فرمایا کہ تم میرے بھائی یونس کے وطن کے رہنے والے ہو۔ اس پر اس کی توجہ پیدا ہوئی اور اس نے سوچا کہ یہ عرب کے رہنے والے کا نینوہ سے کیا تعلق ہے۔ پھر اس نے آپ سے اس حالت اور اس سلوک کے بارے میں دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا کہ تم یونس کے ملک کے ہو۔ تم جانتے ہو کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجے ہوؤں کے ساتھ یہی سلوک ہوتا ہے اور بغیر کسی خوف کے اس کو بھی تبلیغ کی۔ یہ نہیں دیکھا کہ مَیں اس وقت بھی دشمن کی زمین پر بیٹھا ہوا ہوں۔ اس کے علاقے میں ہوں اور اس تبلیغ کے نتیجے میں مجھ پر مزید ظلم ہوسکتا ہے۔ آپ نے فرمایا میں نے ان لوگوں کا کچھ نہیں بگاڑا، صرف اتنا کہتا ہوں کہ خدا کی طرف آؤ اور بتوں کی پرستش چھوڑ دو تا کہ تم پر خدا تعالیٰ رحم کرے۔ یہ بات سن کر اس عیسائی غلام کو یقین ہوگیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں، اس پر وہ غلام آپ کے پاؤں کی مٹی اور خون صاف کرنے لگا اور آپ کے ہاتھوں کو بوسہ دیا۔ اس کا مالک دُور سے یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ جب غلام واپس گیا تو اس کے مالک نے اسے ڈانٹا کہ تو نے یہ سب کچھ کیوں کیا؟ میں نے تو تجھے صرف انگور دینے کے لئے بھیجا تھا۔ لیکن اب اسی غلام کا دل آپ پر ایمان لا چکا تھا۔ (**السیرة الحلبیة جلد اول صفحہ 498 تا 502 باب ذکر خروج النبی ﷺ الی الطائف مطبوعة دار الکتب العلمیة بیروت** 2002ء) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی تکلیف کے باوجود بنی نوع کے لئے محبت اور رحم کے جذبے نے اس غلام کے دل میں آپ کی محبت قائم کردی تھی۔ اب دنیا والے ان محبتوں کو جدا نہیں کر سکتے تھے۔

پس دیکھیں یہ ہے وہ آپ کا رحم کا جذبہ کہ جس حالت میں بھی جہاں بھی موقع ملا آپ نے اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچایا۔ بنی نوع انسان سے ہمدردی کے لئے یہ عظیم تڑپ تھی جو آپ میں پائی جاتی تھی۔ جیسا کہ میں نے کہا ہمیں تو اور کسی نبی میں یہ تڑپ نظر نہیں آتی۔

متی باب 15 میں آیت 24 سے 26 میں یہ لکھا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے پاس ایک عورت آئی اور اس نے کہا کہ میری مدد کر۔ وہ دے جو اپنی قوم کو دیتا ہے۔ اس نے کہا کہ میرے پاس تیرے لئے کچھ نہیں۔ میں تو بنی اسرائیل کے لئے بھیجا گیا ہوں اور یہ صحیح نہیں کہ بچوں کی روٹی لے کر کتوں کے آگے پھینک دوں۔ (ماخوذ از متی باب 15 آیت 24 تا 26) لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رحم لامحدود ہے۔ آپ کے پاس ایک شخص ایسی حالت میں آتا ہے جب آپ زخموں سے لہولہان ہیں۔ ایسے میں ایک عام انسان اپنی فکر کرتا ہے اور پھر وہ شخص بھی غیر قوم کا ہے۔ لیکن آپ کا جذبہ رحم اور ہمدردی اپنی تکلیف بھول جاتا ہے۔ آپ اس کو تبلیغ شروع کردیتے ہیں۔ آپ اس کو روحانی روٹی اور غذا دیتے ہیں جو آپ صرف اپنی قوم کے لئے نہیں لائے بلکہ آپ کا جذبہ ہمدردی تمام بنی نوع انسان پر حاوی تھا۔ کالے گورے، عربی، عجمی سب کو آپ فیض پہنچانا چاہتے ہیں۔ اس احسان کے بدلے جو ایک مادی غذا لے کر جسمانی طاقت بحال کرنے کے لئے وہ غلام آپ کے پاس آیا تھا آپ فوراً ہمیشہ کام آنے والی غذا سے اسے سرفراز فرماتے ہیں۔ پس یہ فیض عام ہے جو آپ نے ہر حالت میں جاری رکھا اور ہر ایک کو دیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس ہمدردی خلق کا نقشہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان الفاظ میں کھینچا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

’’یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ ایک طرف انبیاء ورُسل اور خدا تعالیٰ کے مامورین اہل دنیا سے نفور ہوتے ہیں اور دوسری طرف مخلوق کے لئے ان کے دل میں اس قدر ہمدردی ہوتی ہے کہ وہ اپنے آپ کو اس کے لئے بھی خطرہ میں ڈال دیتے ہیں اور خود ان کی جان جانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت قرآن شریف میں فرماتا ہے لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ (الشعراء:04)۔ یہ کس قدر ہمدردی اور خیر خواہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں فرمایا ہے کہ تُو ان لوگوں کے مومن نہ ہونے کے متعلق اس قدر ہمّ وغم نہ کر۔ اس غم میں شاید تو اپنی جان ہی دے دے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہمدردی مخلوق میں کہاں تک بڑھ جاتے ہیں۔ اس قسم کی ہمدردی کا نمونہ کسی اَور میں نہیں پایا۔ یہاں تک کہ ماں باپ اور دوسرے اقارب میں بھی ایسی ہمدردی نہیں ہوسکتی۔

(ملفوظات جلد ہشتم صفحہ 80۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر آپ فرماتے ہیں:

’’نبی کا آنا ضروری ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ قوت قدسی ہوتی ہے اور اس کے دل میں لوگوں کی ہمدردی، نفع رسانی اور عام خیر خواہی کا بیتاب کردینے والا جوش ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ (الشعراء:04)۔ یعنی کیا تُو اپنی جان کو ہلاک کردے گا اس خیال سے کہ وہ مومن نہیں ہوتے۔ اس کے دو پہلو ہیں۔ ایک کافروں کی نسبت کہ وہ مسلمان کیوں نہیں ہوتے۔ دوسرا مسلمانوں کی نسبت کہ ان میں وہ اعلیٰ درجے کی روحانی قوت کیوں نہیں پیدا ہوتی جو آپ چاہتے ہیں۔ چونکہ ترقی تدریجاً ہوتی ہے اس لئے صحابہ کی ترقیاں بھی تدریجی طور پر ہوئی تھیں۔ مگر انبیاء کے دل کی بناوٹ بالکل ہمدردی ہی ہوتی ہے۔ اور پھر ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو جامع جمیع کمالات نبوت تھے۔ آپؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں یہ ہمدردی کمال درجہ پر تھی۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) صحابہ (رضوان اللہ علیہم) کو دیکھ کر چاہتے تھے کہ پوری ترقیات پر پہنچیں۔ لیکن یہ عروج ایک وقت پر مقدر تھا۔ آخر صحابہ نے وہ پایا جو دنیا نے کبھی نہ پایا تھا اور وہ دیکھا جو کسی نے نہ دیکھا تھا۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 52-51۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس یہ فیض عام اور ہمدردی خلق اور رحمانیت اور رحیمیت کا وہ انتہا پر پہنچا ہوا مقام ہے جس نے اللہ تعالیٰ سے بھی بنی نوع انسان کے لئے ہمدردی اور رأفت اور رحمت میں ڈوبے ہونے کی سند آپ کو دلوائی۔ پس یہ وہ نبی ہے جو اپنوں کے لئے بھی اپنے آپ کو تکلیف میں ڈالتا تھا اور جنہوں نے قبول نہیں کیا ان کے لئے بھی تکلیف میں ڈالتا تھا۔ آپؐ کی سیرت کے بے شمار واقعات ہیں جب آپ نے اپنی تکلیف کو برداشت کیا لیکن بددعا نہ دی بلکہ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ (الشعراء:04) میں بے مثال شفقت اور محبت کا ذکر کیا گیا ہے کہ یہ نبی تو اس طرح دنیا کی شفقت ومحبت سے پُر ہے کہ بددعا دینا تو ایک طرف رہا اپنے آپ کو ہلاک کررہا ہے۔ دن کو یہ نبی ظلم سہتا ہے لیکن پھر بھی ظلم سہنے کے باوجود بنی نوع کی عاقبت سنوارنے کی فکر میں ہے۔ رات کو اپنی نیندیں دنیا کی بہتری کے درد میں قربان کررہا ہے۔ آپ کو نہ کھانے کی پرواہ تھی نہ پینے کی پرواہ تھی۔ فکر تھا تو صرف یہ کہ دنیا اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے بچ جائے۔ آپ کی عبادتیں دنیا کے درد کے لئے ایسی تھیں کہ رات کو کھڑے کھڑے آپ کے پاؤں متورّم ہو جاتے تھے۔ (**صحیح البخاری کتاب التفسیر القرآن باب لیغفرلک اللہ ما تقدم من ذنبک...** حدیث نمبر 4836) آپ کے سجدوں کی لمبائی اتنی ہوتی تھی کہ بعض دفعہ آپ کی ازواج کو یہ خیال ہوتا تھا کہ شاید سجدے کی حالت میں آپ کی روح اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوگئی۔ (**الجامع لشعب الایمان للبیهقی** جلد 5 صفحہ 361 حدیث نمبر 3554 **کتاب الصیام باب ما جاء فی لیلة النصف من شعبان** مطبوعہ مکتبۃ الرشد 2004ء)

یہ درد جو آپ نے بنی نوع کے لئے دکھایا۔ آپ چاہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرکے آپ کے ماننے والے بھی یہ مقام حاصل کریں۔ وہ روحانی مقام حاصل کرلیں کہ ان کا اپنا کچھ نہ رہے۔ وہ سب کچھ دنیا کی بھلائی کے لئے لٹادیں۔ پھر ایک دنیا نے دیکھا کہ صحابہ کی بھی ایک فوج تیار ہوگئی جو راتوں کو دنیا کی بھلائی کے لئے دعائیں کرتے تھے۔ خدمت انسانیت اور انسانیت کی بھلائی اور ان کو اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے بچانے کیلئے ان میں بھی ایک درد تھا۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ۔ اس کے دو پہلو ہیں۔ ایک کافروں کے لئے کہ ان کی اصلاح ہو، ایک مومنوں کے لئے کہ ان میں اعلیٰ درجہ کی روحانی قوت پیدا ہو۔ اور پھر جیسا کہ میں نے بتایا کہ صحابہ کے وہ مقام ہوئے جو آپ چاہتے تھے۔ اور پھر تاقیامت یہ درد پیدا کرنے کے لئے جو آپ کو فکر تھی اس کو دور کرنے کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ نے آخرین میں مسیح موعود کو بھیجنے کا وعدہ فرمایا تا کہ یہ بنی نوع انسان سے محبت اور ہمدردی کا سلسلہ چلتا رہے اور کبھی ختم نہ ہو۔ اسلام کو بدنام کرنے والوں کو اسلام کی حقیقی تصویر دکھانے والے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی اسوہ کی چمک دکھانے والے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نسخہ
سرمہ نور۔ کاجل۔ حبّ اٹھرہ (شادی کے بعد اولاد سے محروم کیلئے) زد جام عشق (اعصابی کمزوری وشوگر کیلئے) رابطہ کریں۔
ملنے کا پتہ: دُکان چوہدری بدرالدین عامل صاحب درویش مرحوم
احمدیہ چوک قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)
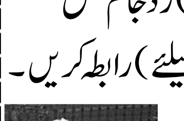
رابطہ: عبدالقدوس نیاز
098154-09445

Prop. Md. Mustafa Late Abdul Qadeer Laadji Yadgir (K.A)
09845924940, 09986253320
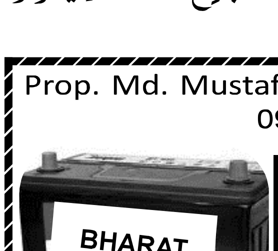

BHARAT BATTERIES
SHAHPUR-KARNATAKA
Mfrs of: BHARAT BATTERY & BHARAT PLATES
Spl: In: All kinds of Batteries
Opp. Bajaj Show Room, B.B.ROAD, Shahpur- 585 233, Yadgir, Karnataka

تا قیامت موجود رہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بنی نوع کے لئے درد جس کا اظہار آپ نے اپنی زندگی میں اپنے عمل سے کیا اور پھر اس عمل کی روح آپ نے اپنے صحابہ میں پھونکی۔ جنہوں نے پھر ہمدردی خلق اور انسانیت کے لئے دعاؤں سے اپنی راتوں کو زندہ کیا اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بنی نوع انسان کی تا قیامت بھلائی کی فکر کے دور کرنے کے لئے اس زمانے میں مسیح موعود کو اللہ تعالیٰ نے بھیجنے کا وعدہ اس لئے فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو رحمت للعالمین بنا کر بھیجا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وَمَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ۔ کہ ہم نے تجھے تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی فطرت کو ہی رحمت بنا دیا۔ آپ کا جسم اور روح سراپا رحمت تھی۔ جب آپ کا یہ مقام تھا تو کیوں نہ بنی نوع کے لئے آپ تڑپ رکھتے۔ آپ میں اللہ تعالیٰ کی صفت رحمانیت اس طرح حلول کی گئی تھی جس کی اگر کسی انسان میں کوئی قریب ترین مثال مل سکتی ہے۔ تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں تھی۔ آپ میں اللہ تعالیٰ کی صفت رحمانیت جلوہ گر تھی۔

پس آپ خدا تعالیٰ کی رحمانیت کے جامع تھے جو تمام قسموں کے رحم پر حاوی تھی۔ تمام قوموں کے لئے اور تمام زمانوں کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ماننے والوں کے لئے بھی سراپا رحم تھے اور اپنے مخالفین کے لئے بھی۔ جیسا کہ مَیں نے بتایا کہ شدید زخمی حالت میں جبکہ آپ کے صحابہ کا خیال تھا کہ شاید آپ ان کاری حملوں سے نہ بچے ہوں گے تو جب ہوش آئی تو دشمنوں پر سے اللہ تعالیٰ کا غضب دُور ہونے کی دعائیں کیں۔ پس کہاں ملتی ہے ایسی مثال ایسی رحمت کی۔ آپ کی رحمت نے عرب کے جاہلوں کو جو ذرا ذرا سی بات پر جذبات سے مغلوب ہو کر مرنے مارنے پر آمادہ ہو جاتے تھے، غیرت کے نام پر قتل کرتے تھے تو سالوں یہ قتل چلتے چلے جاتے تھے۔ ان جاہلوں اجڈوں کو آپ نے وہ مقام عطا کیا کہ ایک دوسرے کے لئے رحمت کے جذبات کا اظہار کرنے والا اور قربانیاں دینے والا بنا دیا۔ بلکہ دشمن سے بھی سلوک کے وہ اعلیٰ اخلاق سکھائے جو آج کی نام نہاد با اخلاق اور پڑھی لکھی دنیا میں بھی نظر نہیں آتے۔ جیسا کہ مَیں نے بتایا کہ معصوموں، بیماروں، عورتوں، بچوں کو کسی بھی قسم کی تکلیف پہنچانے سے آپ نے سختی سے منع کیا۔ ایک جنگ میں ایک مسلمان نے ایک بچہ قتل کر دیا یا اس سے غلطی سے ہو گیا۔ آپ نے شدید صدمے کا اظہار فرمایا۔ قتل کرنے والے نے کہا کہ وہ یہودی تھا یا غیر مسلم تھا تو آپ نے فرمایا کہ کیا وہ معصوم بچہ نہیں تھا؟ تم نے بہت بڑا ظلم کیا ہے۔

(ماخوذ از مسند احمد بن حنبل مسند الاسود بن سریع جزء 5 حدیث نمبر 16412 عالم الکتب العلمیۃ بیروت 1998ء)

یہ ہے وہ حسین نمونہ آجکل کے ان نام نہاد مسلمانوں اور تنظیموں کے لئے بھی جو مذہب کے نام پر اپنوں اور پرایوں سب کا خون کئے چلے جا رہے ہیں۔ اور یہ اُسوہ ان لوگوں کے منہ پر چپیڑ ہے کہ جو آپ کی ذات پر اعتراض کرتے ہیں کہ نعوذ باللہ آپ نے اس دہشتگردی کی تعلیم دی یا شدت پسندی کی تعلیم دی۔

پس دیکھیں اور سوچیں کہ کیا مسلمانوں میں سے یہ لوگ جس قسم کی حرکتیں کر رہے ہیں رحمۃٌ للعالمین کی طرف منسوب ہونے کے حقدار ہیں؟ یا وہ لوگ جو جنگ میں براہ راست ملوث نہیں ہیں، وہ بھی جو ان کی حمایت کر رہے ہیں وہ بھی رحمۃٌ للعالمین سے منسوب ہونے کے حقدار ہیں؟ یہ سوچنے والی بات ہے۔ قرآن کریم بھی آپ کی رحمانیت کا ایک نشان ہے جو تمام زمانوں اور تمام قوموں کے لئے ایک رہنما ہے۔ اس پر اعتراض تو بہت کئے جاتے ہیں لیکن قرآن کریم کی تعلیم میں اگر بوقت ضرورت سزا کا ذکر ہے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کے ہر چیز پر حاوی ہونے کی خوشخبری بھی ہے۔ اگر مسلمانوں پر ٹھونسی جانے والی جنگوں کے جواب میں جنگ کا حکم ہے، یہ کہیں حکم نہیں کہ براہ راست حملے کرو، اگر جنگیں ٹھونسی جاتی ہیں تو جواب میں جنگ کرو، اگر یہ حکم ہے تو پھر جیسا کہ مَیں نے بتایا کہ کچھ اصول و ضوابط بھی ہیں کہ معصوموں بچوں، راہبوں اور اس شخص کی جان کی حفاظت کی ضمانت بھی دی گئی ہے جو کسی بھی صورت میں براہ راست ملوّث نہیں ہے۔ اگر جنگی قیدی پکڑے گئے ہیں تو ان کو جس قدر رعایت کر کے آزاد کیا جا سکتا ہے اس کا بھی حکم ہے۔ آپ کا رحم تمام دنیا کے انسانوں بلکہ تمام مخلوق کو گھیرے ہوئے ہے۔ پس جیسا کہ مَیں نے شروع میں ذکر کیا ہے کہ آپ کی رحمت غیروں کے لئے بھی وسیع ہے اور ان کی خیر و بھلائی چاہتی ہے اور اپنوں کے لئے بھی۔ اور یہ بھی آپ کے رحمۃٌ للعالمین ہونے کی دلیل ہے کہ اس زمانے میں بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کے غلام صادق کو اس رحمت کی حقیقت بتانے اور رحمت پھیلانے کے لئے بھیجا ہے۔ آپ نے یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و جمال کو کس طرح ہمیں دکھایا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام رحمۃ للعالمین کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ’’ہم نے کسی خاص قوم پر رحمت کے لئے تجھے نہیں بھیجا، یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بلکہ اس لئے بھیجا ہے کہ تمام جہان پر رحمت کی جاوے۔ پس جیسا کہ خدا تمام جہان کا خدا ہے ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام دنیا کے رسول ہیں اور تمام دنیا کے لئے رحمت ہیں اور آپ کی ہمدردی تمام دنیا سے ہے۔ نہ کسی خاص قوم سے ہے۔‘‘

(چشمہ معرفت روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 388)

پھر ایک جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

’’قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَمَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ۔ (الانبیاء:108) وَلَا یَسۡتَقِیۡمُ ھٰذَا الۡمَعۡنٰی اِلَّا فِی الرَّحۡمَانِیَّةِ فَاِنَّ الرَّحِیۡمِیَّةَ یَخۡتَصُّ بِعَالَمٍ وَّاحِدٍ مِّنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ۔‘‘

(اعجاز المسیح روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 118 حاشیہ)

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ اے نبی! ہم نے تمہیں تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ آپ کا رحمۃ للعالمین ہونا صفت رحمانیت کے لحاظ سے ہی درست ہو سکتا ہے کیونکہ رحیمیت تو صرف مومنوں کی دنیا کے ساتھ ہی مخصوص ہے۔

پھر آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ ہر شخص کا کلام اس کی ہمّت کے موافق ہوتا ہے۔ جس قدر اس کی ہمّت اور عزم اور مقاصد عالی ہوں گے اُسی پایہ کا وہ کلام ہوگا۔ اور وحی الٰہی میں بھی یہی رنگ ہوتا ہے۔ جس شخص کی طرف اس کی وحی آتی ہے جس قدر ہمّت بلند رکھنے والا وہ ہوگا اسی پائے کا کلام اسے ملے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمّت و استعداد اور عزم کا دائرہ چونکہ بہت ہی وسیع تھا اس لئے آپ کو جو کلام ملا وہ بھی اس پایہ اور رتبہ کا ہے کہ دوسرا کوئی شخص اس ہمّت اور حوصلہ کا کبھی پیدا نہ ہوگا کیونکہ آپ کی دعوت کسی محدود وقت یا مخصوص قوم کے لئے نہ تھی جیسے آپ سے پہلے نبیوں کی ہوتی تھی۔ بلکہ آپ کے لئے فرمایا گیا۔ اِنِّیۡ رَسُوۡلُ اللّٰہِ اِلَیۡکُمۡ جَمِیۡعًا۔ (الاعراف:159)۔ اور مَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ۔ (الانبیاء:108) جس شخص کی بعثت اور رسالت کا دائرہ اس قدر وسیع ہو اس کا مقابلہ کون کر سکتا ہے۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 57۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

’’سورۃ فاتحہ میں جو اللہ تعالیٰ کی صفات اربعہ بیان ہوئی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان چاروں صفات کے مظہر کامل تھے۔ مثلاً پہلی صفت ربّ العالمین ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بھی مظہر ہوئے جبکہ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَمَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ۔ (الانبیاء:108) جیسے ربّ العالمین عام ربوبیت کو چاہتا تھا اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیوض و برکات اور آپ کی ہدایت و تبلیغ کُل دنیا اور کُل عالموں کے لئے قرار پائی۔

پھر دوسری صفت رحمان کی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس صفت کے بھی کامل مظہر ٹھہرے کیونکہ آپ کے فیوض و برکات کا کوئی بدل اور اجر نہیں۔ مَآ اَسۡـَٔلُکُمۡ عَلَیۡہِ مِنۡ اَجۡرٍ (الفرقان:58)‘‘۔ (کہ میں تم سے اس پر کوئی اجر نہیں مانگتا۔)

پھر آپ رحیمیت کے مظہر ہیں۔ آپؐ نے اور آپؐ کے صحابہ نے جو محنتیں اسلام کے لئے کیں اور ان خدمات میں جو تکالیف اٹھائیں وہ ضائع نہیں ہوئیں بلکہ ان کا اجر دیا گیا اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن شریف میں رحیم کا لفظ بولا ہی گیا ہے۔

پھر آپ مالکیت یوم الدین کے مظہر بھی ہیں۔ اس کی کامل تجلّی فتح مکّہ کے دن ہوئی۔ ایسا کامل ظہور اللہ تعالیٰ کی ان صفات اربعہ کا جواُمّ الصفات ہیں اور کسی نبی میں نہیں ہوا۔‘‘

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 71۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

جیسا کہ مَیں نے کہا کہ یہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت کا فیضان ہے کہ اس زمانے میں اس نے اسلام کی حقیقی تعلیم کو جاری کرنے کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق مسیح موعود اور مہدی معہود کو بھیجا جنہوں نے اس حقیقی تعلیم کو ہم پر واضح فرمایا۔ جیسا کہ ان حوالوں سے ظاہر ہوتا ہے جو میں نے ابھی پڑھے ہیں کہ کس خوبصورتی سے آپ کا مومنوں اور غیر مومنوں کے لئے رحمت ہونا واضح فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے جو تمام دنیا کی پرورش کرنے والا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام دنیا کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔ جس طرح دنیا کا کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی ربوبیت سے باہر نہیں اسی طرح دنیا کا کوئی شخص آپ کے فیوض و برکات سے باہر نہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ کی صفت رحمان ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی فرماتے ہیں کہ میں تو یہ رحمتیں بغیر کسی اجر کے بانٹنے والا ہوں چاہے کوئی قبول کرے یا نہ کرے۔ سب کے لئے رحمتیں ہیں۔ پھر رحیمیت اگر

Zaid Auto Repair
زید آٹو ریپیئر
Mob. 9041492415 - 9779993615
Deals in: Repair of All Types of 4 Stroke & 2 Stroke Vehicles
Shop No. 7,Front of Guru Nanak Filling Station
Harchowal Road, White Avenue Qadian

M/S ALLIA
EARTH MOVERS
(EARTH MOVING CONTRACTOR)
Volvo-290, 210, L& T Komatsu PC-300, 200
Tata Hitachi, Ex 70, JCB, Dozer, etc on hire basis
Kusambi, Sungra, Salipur, Cuttack-754221

محنت کی وجہ سے ہے جو جس کام میں محنت کرے اس کا پھل پاتا ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے یہ روحانی فیض آپ سے اٹھایا کہ بدوؤں سے بااخلاق ہوئے، تعلیم یافتہ ہوئے اور پھر باخدا ہوئے اور اپنی روحانی کوششوں کے پھل کھائے اور مادی کوششوں کے بھی پھل کھائے۔ پھر اللہ تعالیٰ مالک ہے۔ جزا سزا کے دینے کا مالک ہے۔ اس کا نظارہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں فتح مکہ میں دنیا نے دیکھا کہ خون کے پیاسے دشمنوں کو کہا کہ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ۔ آج کے دن تم پر کوئی ملامت نہیں ہے۔ آج رحم کا دن ہے۔

(السيرة الحلبية جلد 3 صفحه 141 باب ذكر مغازيهﷺ ، فتح مكة شرفها الله تعالىٰ، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت طبع اول 2002ء)

آپ کی رحمت اور بخشش نے تمام دشمنیوں کو بھلا دیا حتی کہ جو شدید دشمن تھے، جو مکّہ سے دوڑ گئے تھے، جنہوں نے دشمنی میں انتہا کی ہوئی تھی ان کو خیال تھا کہ اب ہماری معافی کی کوئی صورت نہیں ہوگی۔ ان کو بھی جب پیغام ملا کہ آپؐ تو مجسم رحمت اور شفقت ہیں اور کسی پر کوئی سختی نہیں ہوگی تو ان کو یقین نہ آیا۔ ان دوڑنے والوں میں سے ایک عکرمہ بھی تھے جن کی بیوی نے عکرمہ کے لئے جان کی اَمان چاہی تو آپ نے فرمایا کہ معاف کیا۔ وہ آپ کے پیچھے گئی یعنی عکرمہ کے پیچھے گئی اور کہا کہ کہیں جانے کی ضرورت نہیں۔ اتنے شریف اور اتنے رحمدل انسان کو چھوڑ کر تم کہاں جا رہے ہو۔ عکرمہ نے کہا میری تمام تر دشمنیوں کے باوجود مجھے معاف کر دیا جائے گا؟ اس کی بیوی نے کہا کہ ہاں تمہیں معاف کر دیا جائے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو زبردستی مسلمان نہیں کیا بلکہ فرمایا تم لوگ اپنے اپنے مذہب میں رہتے ہوئے مکّہ میں رہ سکتے ہو اور آزاد ہو۔ ہاں ایک شرط ہے کہ قانون کا پابند رہنا پڑے گا۔

(ماخوذ از السيرة الحلبية جلد3 صفحه 132 باب ذكر مغازيهﷺ ، فتح مكة شرفها الله تعالىٰ، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت طبع اوّل 2002ء)

پس ہر حالت میں آپ سے رحم اور رحمت ہی ٹپکی۔ پس یہ ہے وہ رسول جو ہر حالت میں بنی نوع کے لئے شفقت و رأفت اور رحم تھا۔ اس رسول پر الزام لگانے والے الزام لگاتے ہیں کہ نعوذ باللہ دہشتگردی کی تعلیم دی۔ آج اس مجسم رحمت کی طرف منسوب ہونے والوں کو اپنی حالتوں کے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ کیا ان کو یہ اُسوہ اپنے آپ میں نظر آ رہا ہے۔ اگر نہیں تو فکر کرو کہ اس مجسم رحمت کی روح کو تم بے چین کرنے والے ہو۔ اور اے مسیح محمدی کی جماعت میں شامل ہونے والو! آج ہمارا فرض ہے کہ آج اس شفقت و رأفت و رحمت کو دنیا میں عام کر دیں اور دنیا کو بتائیں کہ جس کو تم اپنا دشمن سمجھ رہے ہو اس سے بڑھ کر تمہارا ہمدرد و غمگسار کوئی نہیں ہے۔ آج دنیا کی بقا اس کی آغوش میں آ جانے میں ہے۔ آج مسلمانوں کے تمام مسائل کا حل بھی رحمت للعالمین کی پیروی کرنے میں ہے اور غیر مسلموں کے سکون کے ضامن بھی وہ رحمت للعالمین ہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ دنیا کو عقل اور سمجھ آ جائے۔ اللہ تعالیٰ دنیا میں ہمیں بھی اپنے فرائض ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم اپنی زندگیوں میں دنیا میں یہ احساس پیدا ہوتے دیکھیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی دنیا کے لئے رحمت للعالمین اور راہ نجات ہیں۔

اب ہم دعا کریں گے۔ اپنی دعاؤں میں جلسے کے ہر لحاظ سے بابرکت ہونے کے لئے دعا کریں کہ ہم اس جلسے سے اس مقصد کو حاصل کرنے والے ہوں جس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ نظام جاری فرمایا تھا۔ ہم اپنے اندر ان دنوں میں وہ حالت پیدا کرنے کی کوشش کریں جو ایک مومن کے لئے ضروری ہے اور جو اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے والا بناتی ہے۔ ہم اس جلسے میں محبت اور پیار بکھیرنے والے ہوں اور بعد میں بھی اپنی زندگیوں کا اس کو ایک خاصہ بنا لیں۔ جہاں جہاں احمدیوں پر سختیوں کے دن ہیں اللہ تعالیٰ ان جگہوں میں احمدیوں کے لئے آسانیوں کے سامان پیدا فرمائے۔ دنیا کے ہر ملک میں کسی نہ کسی رنگ میں جماعت احمدیہ کا جلسہ منعقد ہو جاتا ہے لیکن پاکستان کے احمدی گزشتہ تیس سال سے اس سے محروم ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے بھی حالات بدلے۔ ظلم و بربریت کا دَور وہاں ختم ہو اور اللہ اور رسول کے نام پر ظلم کرنے والوں کی اصلاح اگر مقدر نہیں تو اللہ تعالیٰ انہیں ہمارے راستے سے ہٹانے کے جلد سامان پیدا فرمائے اور مسلمان ہونے کا دعویٰ کرنے والے رحمت للعالمین کی حقیقت کو بھی سمجھنے والے ہوں۔ فلسطین کے مسلمانوں کے لئے بھی دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ان کی بھی حفاظت فرمائے اور ہر ظلم سے انہیں بچائے۔ ہر ظلم کرنے سے ان کو محفوظ رکھے۔ اسرائیل کو بھی اپنی تاریخ پر نظر رکھتے ہوئے یاد رکھنا چاہئے کہ ظالمانہ اقتدار کبھی قائم نہیں رہا۔ ان کی بقا بھی اسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں میں شامل ہونے کی کوشش کریں اور آج اس کا ذریعہ مسیح محمدی کو ماننا ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ پر چلتے ہوئے محبت اور رحمت پھیلانے کی توفیق عطا فرمائے اور تمام مسلمان جو رُوئے زمین پر بستے ہیں مسیح موعود اور مہدی معہود کو مان کر دین واحد پر جمع ہو جائیں۔ اللہ کرے یہ نظارہ ہم اپنی زندگیوں میں دیکھنے والے ہوں۔ اب دعا کریں۔ (دعا)

❁❁❁

نماز جنازہ حاضر و غائب

نماز جنازہ حاضر و غائب

(2) مکرمہ شمس النساء قریشی صاحبہ (اہلیہ مکرم محمد اسلم قریشی صاحب شہید۔ مربی سلسلہ گیانا و ٹرینیڈاڈ) مورخہ 3 جنوری 2014ء کو 68 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی کینیڈا میں وفات پا گئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن آپ مکرم قریشی محمد اکمل صاحب کی بیٹی اور حضرت حافظ محمد حسین قریشی صاحبؓ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پوتی تھیں۔ مرحومہ بیشمار خوبیوں کی مالک تھیں۔ اپنے شوہر مرحوم کی 1985ء میں شہادت کے بعد طویل عرصہ نہایت صبر و شکر اور اللہ تعالیٰ پر کامل توکل کرتے ہوئے گزارا۔ نماز روزوں کی پابند، قرآن کریم سے گہری محبت اور ہر معاملہ میں قرآن کریم کی ہدایات اور احکامات پر چلنے کی پوری کوشش کرنے والی، سچ پر قائم رہنے والی نیک مخلص خاتون تھیں۔ تبلیغ کا بے حد شوق تھا حتیٰ کہ اپنی آخری بیماری میں بھی جب کہ ہسپتال میں داخل تھیں اپنے وارڈ کے مریضوں کو تبلیغ کیا کرتی تھیں۔ خلافت کے ساتھ گہری محبت اور اخلاص کا تعلق تھا اور اپنی اولاد کو بھی اس کی تلقین کیا کرتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں دو بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔

(3) مکرمہ منصورہ بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم مولانا بشیر احمد صاحب خادم مرحوم۔ درویش قادیان) مورخہ 10 جنوری 2014ء کو اچانک حرکت قلب بند ہو جانے سے وفات پا گئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ صوم وصلوٰۃ کی پابند، سادہ، منکسر المزاج، غریب پرور، رحمدل، صاف باطن، ہمدرد، صابرہ اور شاکرہ، بڑی مخلص اور نیک خاتون تھیں۔ جلسہ سالانہ پر آنے والے مہمانوں کی بہت خدمت کیا کرتی تھیں۔ خلافت سے گہری وابستگی تھی۔ اپنی سب اولاد کو وقف کیا جو مختلف حیثیتوں میں جماعت کی خدمت کی توفیق پا رہی ہے۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ ان کی تدفین بہشتی مقبرہ قادیان میں عمل میں آئی۔

(4) مکرم رشید احمد کلوّ صاحب (ابن مکرم حسن محمد کلوّ صاحب مرحوم۔ ربوہ) مورخہ 3 اکتوبر 2013 کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ نے پاکستان نیوی سے ریٹائرمنٹ کے بعد اپنی زندگی وقف کرنے کی سعادت پائی اور پھر 22 سال تک جامعہ احمدیہ سینئر سیکشن ربوہ میں بطور ہیڈ کلرک خدمت بجالاتے رہے۔ اسی طرح محلہ دار الفتوح غربی میں سیکرٹری مال اور سیکرٹری رشتہ ناطہ کی حیثیت سے بھی خدمت کی توفیق پائی۔ آپ نماز باجماعت کے پابند، تہجد گزار، روزانہ تلاوت قرآن کریم کرنے والے، جماعتی کتب و رسائل کا باقاعدہ مطالعہ کرنے والے ایک نیک اور مخلص انسان تھے۔

(5) مکرم افتخار احمد خان صاحب (معلم سلسلہ۔ ضلع شولا پور صوبہ مہا راشٹر) مورخہ 2 دسمبر 2013ء کو ایک لمبی علالت کے بعد 32 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن مرحوم چند ماہ سے گردوں کی خرابی کے باعث زیر علاج تھے اور ڈائلیسس پر تھے۔ آپ بہت محنت اور اخلاص سے خدمت سرانجام دینے والے اور ایک اطاعت گزار معلم تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ 2 کمسن بچے یادگار چھوڑے ہیں۔

(6) مکرمہ خالدہ نصرت صاحبہ (اہلیہ مکرم رانا منظور احمد صاحب۔ ربوہ) مورخہ 30 نومبر 2013ء کو طویل علالت کے بعد بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ نہایت مہمان نواز، ملنسار، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ 15 سال کا عرصہ بیماری نہایت صبر سے گزارا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔

(7) مکرم بشیر احمد چیمہ صاحب (چک نمبر 35 جنوبی ضلع سرگودھا) مورخہ 25 نومبر 2013ء کو 76 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن آپ 1971ء میں بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شامل ہوئے۔ نمازوں کے پابند، تہجد گزار، ملنسار، مہمان نواز، مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے مخلص اور نیک انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے اور وفات سے قبل اپنا حصہ جائیداد ادا کر چکے تھے۔ گزشتہ 20 سال سے صدر جماعت کی حیثیت سے خدمت سرانجام دے رہے تھے۔ دعوت الی اللہ کا بہت شوق رکھتے تھے۔

(8) مکرمہ امۃ الحفیظ بشریٰ صاحبہ (اہلیہ مکرم شیخ حمید احمد صاحب ایم۔اے، سبی بلوچستان۔ حال کینیڈا) 7 نومبر 2013ء کو 64 سال کی عمر میں بعارضہ کینسر وفات پا گئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ حضرت حکیم دین محمد صاحبؓ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نواسی تھیں۔ آپ کو لمبا عرصہ صدر لجنہ اماء اللہ سبی کی حیثیت سے خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔ نمازوں کی پابند، صلہ رحمی کرنے والی، نہایت مہمان نواز، سادہ مزاج، صلح جُو طبیعت کی مالک نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ خلافت سے اخلاص و وفا کا تعلق تھا۔ اپنے بچوں کی بھی بہت اچھے رنگ میں تربیت کی توفیق پائی۔ ان کا دینی علم بڑھانے اور خلافت کے ساتھ ان کا مضبوط تعلق قائم کرنے کے لئے ہمیشہ کوشاں رہتی تھیں۔ اپنے شوہر کے پہلے بیٹوں کو بھی حقیقی ماں جیسا پیار دیا۔ مرحومہ نے طالب علمی کے زمانہ میں 16 سال کی عمر میں نظام وصیت میں شامل ہونے کی سعادت حاصل کی۔ پسماندگان میں ایک بیٹی اور چار بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم شیخ مسعود احمد صاحب جامعہ احمدیہ ربوہ (جونیئر سیکشن) میں استاد کے طور پر خدمت بجالا رہے ہیں۔

(9) مکرم مبارک احمد صاحب (ابن مکرم مسعود احمد صاحب۔ کھیوڑہ ضلع جہلم) مورخہ 15 نومبر 2013 کو 49 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن مرحوم نہایت کم گو، شفیق اور ہردلعزیز شخصیت کے مالک تھے۔ نمازوں کے پابند اور جماعتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے تھے۔ اپنی وفات کے وقت صدر جماعت کھیوڑہ کی حیثیت سے خدمت بجا لا رہے تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ 3 بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔ مرحوم کی اہلیہ 1996ء سے صدر لجنہ کھیوڑہ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پا رہی ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر کرنے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین ❁

بقیہ: منصف کے جواب میں از صفحہ 2

معاندین کا یہی کردار رہا کہ اپنی سیاست چمکانے کے لئے جماعت احمدیہ کی مخالفت کا سہارا لیا۔

جماعت احمدیہ کے یہ مخالف یوں تو پوری چوڑائی تک منہ پھاڑ کر جماعت کے خلاف زہر اُگلتے ہیں کہ احمدی جہاد کے قائل نہیں مگر جب اسی ملک جس کو آج ان مفاد پرستوں نے یرغمال بنایا ہوا ہے، کو عسکری خدمات کی ضرورت پڑی تو یہ لوگ اپنے ملک کی کوئی خدمت نہ کر سکے حتّٰی کہ مودودی صاحب نے تو اسے ناجائز قرار دے دیا۔ (جماعت اسلامی کا رخِ کردار مرتبہ چودھری حبیب احمد صفحہ 37)

آستین کا سانپ کون؟

معترض نے لکھا کہ:

''پاکستانی فوج کے اندر قادیانیوں نے اپنی مخصوص حکمت عملی کے ذریعہ بیشتر اہم اور کلیدی مقامات و مناصب پر قبضے جما رکھے تھے۔ معلوم نہیں قادیانیوں کو ''غیر مسلم اقلیت'' قرار دیئے جانے کے بعد پاکستانی فوج کو ان آستین کے سانپوں سے رہائی ملی یا نہیں۔''

اب سوال یہ ہے کہ آستین کا سانپ درحقیقت ہے کون؟ کیا پاکستانی احمدی جنہوں نے ہر میدان میں اپنے ملک کا نام روشن کیا؟ یا وہ انتہاء پسند تنظیمیں جو اپنے ہی ملک کا نمک کھا کر اپنے ہی ملک کی پوری دنیا میں مٹی پلید کر رہی ہیں؟

آج پاکستان ایک طرف جہاں نظریاتی یک جہتی، فکری وحدت اور اتفاق و اتحاد کی دولت سے محروم ہے وہیں امن و امان کی صورت بھی نہایت دگرگوں ہے۔ نوجوان نسل دہشت گردوں کا آلہ کار بنی ہوئی ہے۔ جرائم حد سے تجاوز کر چکے ہیں اور روز بروز لاقانونیت کی دلدل کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا جا رہا ہے۔ طبقاتی تفریق، استحصالی نظام، ٹیلنٹ کی بے قدری، تعلیمی ڈھانچے کے کھوکھلے پن، بے انتہا کرپشن اور اختیارات کے ناجائز استعمال نے پاکستان کی جڑوں کو کھوکھلا کر دیا ہے۔ معیشت روز بروز گرتی چلی جا رہی اور اخلاقی قدروں میں گراوٹ کا وہ حال ہے کہ جس کا تصور ایک اسلامی ملک میں نہیں ہو سکتا۔ فحاشی عام ہو گئی ہے۔ عریاں ڈانس ہو رہے ہوتے ہیں اور پیچھے بینر پر لکھا ہوتا ہے **''عیدالاضحیٰ کے موقع پر خاص''** انا للہ و انا الیہ راجعون۔ نشہ آور چیزوں کا شیر مادر کی طرح استعمال کیا جا رہا ہے اور سیاست دان اپنے ملک کے ان حالات سے بے خبر اپنی عیاشیوں میں مبتلاء ہو کر محروموں اور لاچاروں کی آرزوں کے مزار پر دھما چوکڑی مچا رہے ہیں۔ اوپر سے ڈرون حملوں، قدرتی آفات اور سیلابوں کی کثرت نے پاکستانی حکام کے ہاتھوں میں کشکول پکڑا دیا ہے۔

لیکن پہلے یہ صورت حال نہیں تھی۔ قیام پاکستان کے بعد وہاں کے احمدیوں نے اپنی تمام تر صلاحیتیں چاہے وہ عسکری ہوں یا سیاسی، تنظیمی ہوں یا قائدانہ سب کی سب اپنے ملک کی فلاح و بہبود کی طرف لگا دیں اور انہی صلاحیتوں کے پیش نظر بانیان پاکستان کی نظر وہاں کے احمدیوں پر پڑی اور انہوں نے بڑے بڑے عہدے ان کے قدموں میں ڈال دیئے۔ درحقیقت وہ علم کی قدر کرنے والے تھے۔ اس لئے مذہب کے نام پر اپنی سیاست چمکانے والے جاہل مولویوں کے ہاتھ کچھ نہ لگا اور وہ حسد کی آگ میں جلنے لگے اور احمدیوں کے خلاف موقع تلاش کرنے لگے۔

حضرت چودھری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب کو کون نہیں جانتا! آپ پاکستان کے پہلے احمدی وزیر خارجہ تھے۔ آپ کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے محمد علی جناح نے آپ کو یو۔این۔او میں پاکستانی وفد کا قائد مقرر کیا۔ آپ نے مسئلہ فلسطین سمیت امت مسلمہ کو درپیش دیگر بہت سے مسائل پر سیر کن تقاریر کیں اور ان مسائل کے حل کی زبردست تجاویز پیش کیں اور تقسیم فلسطین کے نقائص کھول کر بیان کئے اور متعدد ممالک نے آپ کی رائے سے اتفاق کا اظہار کیا۔

عرب دنیا نے آپ کی ان خدمات جلیلہ کا زبردست خیر مقدم کیا اور ہر طرف سے آپ کے حق میں صدائے تحسین بلند ہونے لگی۔ انہیں دنوں سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے یکے بعد دیگرے دو ٹریکٹ ''هيئة الامم المتحدة و قرار تقسيم فلسطين'' اور ''الكفر ملة واحدة'' کے نام سے شائع کئے۔

پہلے ٹریکٹ میں آپؓ نے مغربی استعماری طاقتوں اور صیہونیوں کی اس سازش کا انکشاف کیا جس میں فلسطینی بندرگاہوں کو یہودیوں کے سپرد کرنے کا منصوبہ بنایا گیا تھا۔ دوسرے ٹریکٹ میں آپؓ نے مسلمانوں کو کامل اتحاد اور اتفاق رکھنے کی تلقین کی تھی اور صیہونیوں کے مقابلہ اور ارض مقدسہ کو ان سے پاک کرنے کے لئے اموال جمع کرنے کی ترغیب دی تھی۔

حضرت مصلح موعودؓ کے ان انقلاب انگیز مضامین نے شام، لبنان، اردن اور دوسرے عرب ممالک میں تہلکہ مچا دیا۔ چوٹی کے عربی اخبارات نے جلی عناوین سے ان کے اقتباسات شائع کئے اور متفقہ طور پر حضور کی ان پیش فرمودہ تجاویز کو نہایت درجہ مستحسن قرار دیا اور اعتراف کیا کہ فلسطین کے حق میں یہ نہایت کارگر اور پُراثر آواز ہے جو پاکستان سے امام جماعت احمدیہ کی زبان سے بلند ہوئی ہے۔

روس اور امریکہ کی استعماری طاقتوں کو مسلمانوں کے اتحاد کی یہ موثر تحریک بھلا کب گوارا ہو سکتی تھی۔ چنانچہ جوں ہی انہوں نے اس تحریک کو یوں بڑھتے اور پھولتے دیکھا تو مسلمانوں ہی کے ایک طبقہ کو آلۂ کار بنا کر جماعت احمدیہ کے خلاف پراپیگنڈہ کرنے کی مہم شروع کر دی۔ اس مہم کو مزید کارگر بنانے کے لئے مفتی دیار مصریہ فضیلۃ الاستاذ الشیخ حسین محمد مخلوف کے ذریعہ سر ظفر اللہ خان صاحب جو یو این او میں فلسطینوں کے حق کے لئے لڑ رہے تھے، کے احمدی ہونے کی بنا پر ان کے خلاف فتویٰ کفر شائع کروا دیا۔ ایک طرف جہاں عرب کے ٹکے ٹکے پر بکنے والے بعض اخبارات اس صیہونی دام میں پھنس کر اس فتوے کی خوب تشہیر کر رہے تھے وہیں بعض حق پرست بھی تھے جنہوں نے اس فتوے کو شائع کرنے سے منع کر دیا۔ بعض نے کُھل کر اس بات کا اعتراف بھی کیا کہ ہم سے بعض استعماری نمائندوں نے یہ مفاہمت کرنے کی کوشش کی تھی کہ ہم اپنے اخبار میں قادیانی جماعت کے خلاف دلآزار نکتہ چینی کریں۔ چنانچہ 6 سال بعد اخبار ''الانباء'' کے کہنہ مشق ادیب اور نامہ نگار الاستاذ علی الخیاط آفندی نے 21 ستمبر 1954ء کو ایک مقالہ سپرد قلم کیا جس میں انہوں نے لکھا:

''قارئین کو تعجب ہوگا جب انہیں معلوم ہوگا کہ سارے عراق میں اس جماعت کے صرف 18 خاندان بستے ہیں۔ 9 خاندان بغداد میں، چار بصرہ میں، چار حبانیہ میں اور ایک خاندان خانقین میں اور یہ سب لوگ ہندوستان سے عراق میں تجارت کی نیت سے آئے تھے عراق میں اتنے عرصہ سے رہنے کے باوجود انہوں نے کسی عراقی شخص کو اپنی جماعت میں داخل نہیں کیا۔ ان کا کوئی اپنا معبد نہیں ہے اور نہ ہی ان کے کوئی خاص مذہبی اجتماعات ہیں۔ ان کی ساری جدوجہد بعض اخبارات اور ایسے ٹریکٹ تقسیم کرنے پر منحصر ہے جن میں اسلام کے غلبہ کے متعلق دلائل دیئے گئے ہیں، فلسطین اور بعض اسلامی حکومتوں کے دفاع پر گفتگو کی گئی ہے۔ اس جگہ پر پڑھنے والے کے دل میں یہ سوال پیدا ہوگا کہ جب واقعہ یہ ہے تو اخبارات میں قادیانیوں پر اس طرح نکتہ چینی کرنے اور اس حملے کی کیا وجہ ہے؟

حقیقت یہ ہے کہ اس کا صرف ایک سبب ہے اور وہ یہ کہ استعماری طاقتیں مسلمانوں میں تفرقہ اور شقاق پیدا کرنے کے لئے خاص کوشش کر رہی ہیں اور وہ انہیں اپنی اُنگلیوں پر نچانا چاہتی ہیں کیونکہ مسلمان ابھی تک اس انتظار میں ہیں کہ وہ یوم موعود کب آتا ہے کہ جب وہ دوبارہ بلاد مقدسہ کو یہودیت کی لعنت سے پاک کرنے کے لئے متحد ہو کر قدم اٹھائیں گے اور فلسطین اس کے جائز اور شرعی حقداروں کو مل سکے گا۔ استعماری طاقتیں ڈرتی ہیں کہ کہیں عربوں کا یہ خواب پورا نہ ہو جائے اور اسرائیل سلطنت صفحۂ ہستی سے مٹ نہ جائے جس کے قائم کرنے کے لئے انہوں نے بڑی بڑی مشکلات برداشت کی ہیں اس لئے یہ غیر ملکی حکومتیں ہمیشہ کوشش کرتی ہیں کہ مسلمانوں میں مختلف نعرے لگوا کر منافرت پیدا کی جائے اور بعض فرقے احمدیوں کی تکفیر اور ان پر نکتہ چینی کرنے کے لئے کھڑے ہو جائیں یہاں تک کہ اس طریق سے حکومت پاکستان اور بعض ان عرب حکومتوں میں بھی اختلاف پیدا ہو جائے جن کے اخبارات پاکستان کے وزیر خارجہ ظفر اللہ خاں احمدی کو کافر قرار دیتے ہیں۔

غالباً بہت سے پڑھنے والوں کو یاد ہوگا کہ کچھ عرصہ قبل پاکستان کی بعض جماعتوں نے اس امر کی کوشش کی تھی کہ مسلمان حکومتوں کا ایک اسلامی بلاک قائم کیا جائے تا کہ ان کی ہستی اور ان کی آزادی قائم رہے اور ان کی بیرونی سیاست ایک نہج پر چلے مگر یہ کوشش بعض دوسری مسلمان جماعتوں کی مخالفت کی وجہ سے کامیاب نہ ہو سکیں۔ اس تجویز کی ناکامی کے اسباب میں درحقیقت بڑا سبب وہ مسئلہ تکفیر ہے جو بعض انتہاء پسند مولویوں کے ہاتھ میں استعماری طاقتوں نے دیا تھا تا کہ وہ اس تجویز کے محرکین کو قادیانی اور اسلام سے خارج کہہ کر اس کا ناکام بنانے کی کوشش کریں۔

شاید کسی شخص کو یہ خیال پیدا ہو کہ میرا اس معاملے میں استعماری طاقتوں کو دخل انداز قرار دینا صرف ظن اور گمان ہے مگر مَیں قارئین کرام کو پورے یقین کے ساتھ کہنا چاہتا ہوں کہ مجھے اس امر کی پوری پوری اطلاع ہے کہ درحقیقت یہ سب کارروائی استعماری طاقتیں کروا رہی ہیں کیونکہ فلسطین کی گزشتہ جنگ کے ایام میں 1948ء میں استعماری طاقتوں نے خود مجھ کو اس معاملے میں آلۂ کار بنانے کی کوشش کی تھی۔

اُن دنوں مَیں ایک ظرافتی پرچے کا ایڈیٹر تھا اور اس کا انداز حکومت کے خلاف نکتہ چینی پر مبنی تھا۔ چنانچہ انہی دنوں مجھے ایک غیر ملکی حکومت کے ذمہ دار نمائندہ مقیم بغداد نے ملاقات کے لئے بلایا اور کچھ چاپلوسی اور میرے انداز نکتہ چینی کی تعریف کرنے کے بعد مجھے کہا کہ آپ اپنے اخبار میں قادیانی جماعت کے خلاف زیادہ سے زیادہ دل آزار طریق پر نکتہ چینی جاری کریں کیونکہ یہ جماعت دین سے خارج ہے۔ مَیں نے جواب میں عرض کیا کہ مجھے تو اس جماعت اور اس کے عقائد کا کچھ پتہ نہیں مَیں ان پر کس طرح نکتہ چینی کر سکتا ہوں؟ اس نمائندہ نے مجھے بعض ایسی کتابیں دیں جن میں قادیانی عقائد پر بحث کی گئی تھی اور اس نے مجھے بعض مضامین بھی دیئے تا وہ مجھے اپنے مقالات کے لکھنے میں فائدہ دیں۔ چنانچہ ان کتابوں کے مطالعہ سے مجھے اس جماعت کے بعض عقائد کا علم ہوا۔ لیکن مَیں نے ان میں کوئی ایسی بات نہ دیکھی جس سے میرے عقیدہ کے مطابق انہیں کافر قرار دیا جا سکے۔ اس استعماری نمائندہ سے چند ملاقاتوں کے بعد مَیں نے اس کام کرنے سے معذرت پیش کر دی اور کہا کہ میرے عقیدہ کے مطابق یہ طریق اس وقت اسلامی فرقوں میں اختلاف و انشقاق بڑھانے والا ہے۔ اس شخص نے مجھ سے کہا کہ قادیانی تو مسلمان ہی نہیں اور ہندوستان کے تمام فرقوں کے علماء انہیں کافر قرار دے چکے ہیں۔ مَیں نے اس سے کہا کہ ہندوستانی علماء کے اقوال قرآن مجید کی اس آیت کے مقابلہ میں کوئی حیثیت نہیں رکھتے جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے **وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰی اِلَیْکُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا** (النساء: 95) کہ جو شخص تمہیں السلام علیکم

ارشادِ نبوی ﷺ

اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْن

(نماز دین کا ستون ہے)

طالب دُعا از: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
16 مینگو لین کلکتہ 70001
دکان: 2248-5222 , 2248-16522243-0794
رہائش:: 2237-0471, 2237-8468

کہے اس کو کافر مت کہو۔ میرا اتنا کہنا تھا کہ وہ شخص غضب ناک ہوگیا اور کہنے لگا کہ معلوم ہوتا ہے کہ قادیانی پراپیگنڈے نے تمہارے دل پر بھی اثر کردیا ہے اور تُو قادیانی ہوگیا ہے اور اسلام سے خارج ہوگیا ہے اسی لئے تو انکی طرف سے جواب دے رہا ہے۔ مَیں نے مذاق کرتے ہوئے کہا کہ جناب یقین جانیں کہ مَیں اتنے لمبے عرصہ سے مسلمان کہلانے اور مسلمانوں میں رہنے کے باوجود یہ دعویٰ کرنے کی طاقت نہیں رکھتا کہ مَیں صحیح معنوں میں مسلمان ہوں تو کیا قادیانیت کے متعلق چند کتب کا مطالعہ مجھے قادیانی بنا سکتا ہے؟

مَیں جن دنوں اس سفارت خانہ میں جایا کرتا تھا مجھے معلوم ہوا کہ مَیں اکیلا ہی اس کام کے لئے مقرر نہیں کیا جا رہا تھا بلکہ کچھ اور لوگوں کو بھی اس میں شریک کیا جا رہا ہے۔ پھر مجھے یہ بھی پتہ لگا کہ اس کام کے کرنے سے صرف مَیں نے ہی انکار نہیں کیا بلکہ بعض دوسرے لوگوں نے بھی استعمار کا آلۂ کار بننے سے انکار کردیا تھا۔

یہ ان دنوں کی بات ہے جب 1948ء میں ارض مقدسہ کا ایک حصہ کاٹ کر صیہونی حکومت کے سپرد کردیا گیا تھا اور اسرائیلی سلطنت قائم ہوئی تھی۔ اور میرا خیال ہے مذکورہ بالا سفارت خانہ کا یہ اقدام درحقیقت ان دو ٹریکٹوں کا عملی جواب تھا جو تقسیم فلسطین کے موقع پر اسی سال جماعت احمدیہ نے شائع کئے تھے۔ ایک ٹریکٹ کا عنوان ”هيئة الأمم المتحدة وقرار تقسيم فلسطين“ تھا جس میں مغربی استعماری طاقتوں اور صیہونیوں کی ان سازش کا انکشاف کیا گیا تھا جن میں فلسطینی بندرگاہوں کے یہودیوں کے سپرد کردینے کا منصوبہ بنایا گیا تھا۔ دوسرا ٹریکٹ ”الكفر ملة واحدة“ کے عنوان سے شائع ہوا تھا جس میں مسلمانوں کو کامل اتحاد اور اتفاق رکھنے کی ترغیب دی گئی تھی اور صیہونیوں کے مقابلہ اور ارض مقدسہ کو ان سے پاک کرنے کے لئے اموال جمع کرنے کی ترغیب دی گئی تھی۔

یہ وہ واقعہ ہے جس کا مجھے ان دنوں ذاتی طور پر علم ہوا تھا اور مجھے پورا یقین ہے کہ جب تک احمدی لوگ مسلمانوں کی جماعتوں میں اتفاق پیدا کرنے کی کوشش کرتے رہیں گے اور جب تک وہ ان ذرائع کو اختیار کرنے کے لئے کوشاں رہیں گے جن سے استعماری طاقتوں کی پیدا کردہ حکومت اسرائیل کو ختم کرنے میں مدد مل سکے تب تک استعماری طاقتیں بعض لوگوں اور فرقوں کو اس بات پر آمادہ کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں گی کہ وہ احمدیوں کے خلاف اس قسم کی نفرت انگیزی اور نکتہ چینی کرتے رہیں تاکہ مسلمانوں میں اتحاد نہ ہوسکے۔“

(بحوالہ تاریخ احمدیت جلد 12 صفحہ 398-402)

الغرض ایک طرف جہاں مشرق وسطی کے عرب ممالک نے اس فتوے کو نمایاں طور پر شائع کیا وہیں پاکستان کے بعض اشد ترین مخالفین مثلاً ”زمیندار“ وغیرہ نے بھی اس کی خوب تشہیر کی۔ معاندین احمدیت جو پہلے سے ہی موقع کی تلاش میں تھے انہوں نے ان فتوؤں کو کراچی سے پیشاور تک پھیلا دیا۔ اور پورے پاکستان میں جماعت احمدیہ کے خلاف تکفیر بازی اور منافرت کی زہریلی ہوائیں چلنے لگیں جو بالآخر 1953ء کے اینٹی احمدیہ فسادات پر منتج ہوئیں جس کا نتیجہ بالآخر یہ ہوا کہ پاکستانی قومی اسمبلی نے 1974ء میں اپنی اور دنیا بھر کے مسلمانوں کی محسن جماعت احمدیہ کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دے دیا۔ اور اس نام نہاد فیصلے کی آڑ میں پاکستان میں احمدیوں پر وہ مظالم توڑے جا رہے ہیں جنہیں دیکھ کر قرون اولی کی یاد تازہ ہوجاتی ہے۔

آج پاکستانی میڈیا دہائی دے رہا ہے کہ پوری مسلم امت جو کہ تقریبا 1.6 بلین افراد پر مشتمل ہے اس میں حکومتی سطح پر ایک بھی مسلم لیڈر ایسا نہیں ہے جو سر ظفر اللہ خان صاحب کی طرح یہ کہہ سکے کہ ہم فلسطین کے مسئلے پر فلسطینیوں کی حمایت کرتے ہیں اور ان کے لئے آواز بلند کرنے کی پوزیشن میں ہیں۔

یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ مسلمانوں میں حکومتی سطح پر جماعت احمدیہ کے خلاف نفرت کے بیج بونے والے یہودی ہی تھے۔ وہ نہیں چاہتے تھے کہ فلسطین میں ایک بھی مسلمان باقی رہے اور مسئلہ فلسطین کے حق میں سب سے موثر آواز اُٹھانے والے احمدی ہی تھے جنہیں استعماری طاقتوں نے داخلی فتنوں میں مبتلا کرکے ہمیشہ کے لئے اپنا راستہ ہموار کرلیا۔

اس بات کا ثبوت کہ یہ استعماری طاقتیں اپنے خلاف اٹھنے والی ہر موثر آواز کو دباتی ہیں، عراق، سیریا اور ایران ہیں۔ 57 اسلامی ریاستوں میں یہی تین ممالک تھے جو فلسطینیوں کے حقوق کے حوالے سے اسرائیل کے ساتھ کسی قسم کی مصالحت پر آمادہ نہیں تھے۔ آج عراق اور سیریا کو ان استعماری طاقتوں نے مار مار کر ادھ مرا کردیا ہے اور ایران پر بھی سخت قسم کی پابندیاں عائد کردی ہیں۔

ہمارا ان تمام معاندین احمدیت سے نہایت ادب کے ساتھ یہ التماس ہے کہ خدارا ہمیں یہ بتایا جائے کہ پاکستان کے اندر آستین کا سانپ کون ہے؟ کیا یہ نام نہاد معاندین احمدیت آستین کے سانپ نہیں جنہوں نے عین اس وقت جب ان کے ملک کا ایک قابل اعتماد خادم ان کے اور تمام مسلمانوں کے حقوق کے لئے استعماری طاقتوں سے نبرد آزما تھا، صیہونی طاقتوں کی انگیخت پر اس محسن انسانیت کو منافرت اور تکفیر بازی کے زہر سے ڈس لیا۔ پھر یہ مذہبی منافرت صرف احمدیوں تک ہی محدود نہ رہی بلکہ پورا پاکستان اس کی چپیٹ میں آگیا۔ درحقیقت پاکستان کی آستین کے سانپ یہ نام نہاد سیاسی مولوی ہی ہیں جنہوں نے انتہا پسندی کو اسلام کا نام دیکر جہاں ایک طرف اپنے ملک کا ستیاناس کر رکھا ہے وہیں ساری دنیا میں اس کی ساکھ کو بگاڑ کر رکھ دیا ہے۔

جبکہ اگر وہاں کے احمدیوں پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوگا کہ انہوں نے پاکستان کو ایک طرف جہاں سر ظفر اللہ خان جیسا زبردست ماہر قانون دیا جس پر ساری مسلم اُمت فخر کرتی ہے وہیں دوسری طرف ڈاکٹر عبدالسلام جیسا ماہر طبیعیات دیا جس نے فزکس کا نوبل انعام حاصل کرکے پاکستان کا نام روشن کیا۔ ایک طرف جہاں احمدیت نے پاکستان کو ایم ایم احمد جیسا ماہر اقتصادیات دیا تو دوسری طرف ستارہ بروج اکبر جیسی ہونہار بچی دی جس نے 9 سے گیارہ سال کے بچوں میں کیمسٹری، بیالوجی، انگلش اور میتھ میں اولیول میں ورلڈ ریکارڈ بنایا۔ پاکستان کے سیاست دان ان کامیابیوں کا سہرا تو اپنے سر باندھتے ہیں لیکن جن کے ذریعہ ان کامیابیوں کا منہ دیکھنا انہیں نصیب ہوا انہیں بنیادی انسانی حقوق سے بھی محروم کرتے ہیں

اسی طرح حکومت پاکستان کے ظلموں سے تنگ آکر ہجرت کرنے والے احمدی جب مغربی ممالک میں اپنے انسانی فلاح و بہبودی کے کام جیسے وقار عمل، عطیہ خون وغیرہ کرتے ہیں اور امام جماعت احمدیہ کی قیادت میں دنیا کے دوسرے ممالک کے احمدیوں کی طرح قیام امن کی کوششیں کرتے ہیں تو پاکستان کے سیاست دان ان مہاجرین کی کاروائیوں کو اپنی طرف منسوب کرکے بغلیں بجاتے ہیں۔ عجیب پاگلوں کی جنت ہے۔

پاکستانی احمدیوں نے تو ہر میدان میں اپنے ملک کا نام روشن کیا۔ لیکن پاکستان نے احمدیوں کو کیا دیا۔ پورے پاکستان میں احمدیوں کو 1974ء کے نام نہاد اینٹی احمدیت قانون کی آڑ میں ٹارگٹ کرکے مذہبی جنون کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ ایک موذی جانور کو اگرچہ وہاں جان سے مارنا مشکل ہو مگر احمدی کو مارنا نہایت آسان ہے کیونکہ وہاں کا قانون اس معاملے میں وہاں کے مولویوں کا ساتھ دیتا ہے۔ اور اب تو مذہبی جنون کا یہ کھیل اتنا آگے بڑھ چکا ہے کہ پورا پاکستان اسکی چپیٹ میں آچکا ہے۔ سوائے ملاں کے کوئی بھی وہاں امن میں نہیں۔

الغرض اس ملک کی آستین کے سانپ تو یہی جاہل مولوی ہیں جن کے دماغوں میں نام نہاد جہاد کا خبط سمایا ہوا ہے۔ اپنے محسنوں کے ساتھ تو اس ملک کا یہ حال ہے اور آستین میں سانپ پالے ہوئے ہیں۔ ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کے ساتھ تو پاکستان نے ان کے احمدی ہونے کی بنا پر سوتیلا سلوک کیا اور ملک کی ایٹمی ٹیکنالوجی منتقل کرنے والوں کو ملکی ہیرو قرار دے دیا۔ آج پاکستان میں احمدیت کا مخالف ہر چور، اُچکا، ڈاکو، لٹیرا ملک کا 'خیر خواہ' بنا بیٹھا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے کیا ہی خوب فرمایا تھا کہ:

بلبل کو دیس نکالا ہے اور زاغ و زغن سے یارانے
ہر سمت چمن کی منڈیروں پر ناگ اذانیں دیتے ہیں

اللہ تعالیٰ کا یہ بے انتہا فضل و احسان ہے وطن عزیز ہندوستان میں یہ صورت حال نہیں۔ اللہ تعالیٰ جلد وہ دن لائے جب پاکستان میں بھی وہاں کے احمدیوں کو سکھ کا سانس نصیب ہو۔ آمین (جاری)

(تنویر احمد ناصر، قادیان)

10 Years Quality Service 2003-2013
Study Abroad
سٹڈی ابراڈ
• Certified Agent of the British High Commission
• Trusted Partner of Ireland High Commission
• Nearly 100 % success Rate in Student Admissions in various institutions abroad, Training Classes, and Student Visas.
All Services free of Cost
Prosper Overseas is the India's Leading Overseas Education Company.
About Us
Prosper Overseas is a One STOP SOLUTION to all International Study Needs. Representing over 500 Universities / Colleges in 9 countries since last 10 years
Achievements
• NAFSA Member Association , USA.
Corporate Office
Prosper Education Pvt Ltd.
1-7-27/6, Behind Green Park Hotel, Green Lands, Ameerpet, Hyderabad - 500 16, Andhra Pradesh.
Phone : +91 40 49108888.
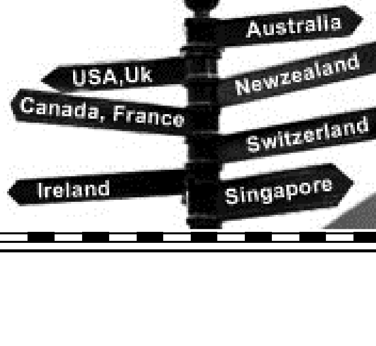

Study Abroad
10 Offices Across India
بیرون ممالک میں
اعلیٰ پڑھائی کرنے کیلئے رابطہ کریں
CMD: Naved Saigal
Website:www.prosperoverseas.com
E-mail: info@prosperoverseas.com
National helpline: 9885560884

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ 16

لکھا ہوا پڑھا نہیں جاتا۔ میرا جی چاہتا ہے کہ اس کا امتحان لے لیا جائے۔ یہ کہتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قلم اٹھائی اور دو تین سطر ایک عبارت لکھ کر مجھے دی اور فرمایا اس کو نقل کرو۔ بس یہ امتحان تھا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لیا۔ میں نے بڑی احتیاط سے اور سوچ سمجھ کر نقل کر دیا۔ اول تو وہ عبارت کوئی زیادہ لمبی نہیں تھی دوسرے میں نے صرف نقل کرنا تھا اور نقل کرنے میں اور بھی زیادہ آسانی ہوتی ہے کیونکہ اصل چیز سامنے ہوتی ہے۔ پھر میں نے آہستہ آہستہ نقل کیا۔ الف اور ب وغیرہ احتیاط سے ڈالے۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کو دیکھا تو فرمانے لگے۔ مجھے تو میر صاحب کی بات سے بڑا فکر پیدا ہو گیا تھا مگر اس کا خط تو میرے خط کے ساتھ ملتا جلتا ہے۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے ہی میری تائید میں ادھار کھائے بیٹھے تھے۔ فرمانے لگے حضور! میر صاحب کو یونہی جوش آ گیا ہے ورنہ خط تو اچھا بھلا ہے۔

پھر فرماتے ہیں مخالفت جماعت کی ہوتی ہے نبی کی ہوتی ہے یہ ترقی کا ذریعہ بنتی ہے اس بارے میں لکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام سے کئی دفعہ ہم نے ایک واقعہ سنا ہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ دشمن جب ہمیں گالیاں دیتے ہیں اور مخالفت کرتے ہیں تو ہمیں امید ہوتی ہے کہ ان میں سے سعید روحیں ہماری طرف آ جائیں گی لیکن جب نہ تو لوگ ہمیں گالیاں دیتے ہیں اور نہ ہی مخالفت کرتے ہیں اور بالکل خاموش ہو جاتے ہیں تو یہ بات ہمارے لئے تکلیف دہ ہوتی ہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کہ نبی کی مثال اس بڑھیا کی سی ہوتی ہے جس کے متعلق مشہور ہے کہ وہ کچھ پاگل سی تھی اور شہر کے بچے اسے چھیڑا کرتے تھے اور وہ انہیں گالیاں اور بددعائیں دیا کرتی تھی۔ آخر بچوں کے ماں باپ نے تجویز کی کہ بچوں کو روکا جائے کہ وہ بڑھیا کو دق نہ کیا کریں۔ چنانچہ انہوں نے بچوں کو سمجھایا مگر بچے تو بچے تھے وہ کب باز آنے والے تھے۔ یہ تجویز بھی کارگر ثابت نہ ہوئی۔ آخر بچوں کے والدین نے فیصلہ کیا کہ بچوں کو باہر نہ نکلنے دیا جائے اور دروازوں کو بند رکھا جائے۔ چنانچہ اس پر انہوں نے عمل کیا اور دو تین دن تک بچوں کو باہر نہ نکلنے دیا۔ اس بڑھیا نے جب دیکھا کہ اب بچے اسے تنگ نہیں کرتے تو وہ گھر گھر جاتی اور کہتی کہ تمہارا بچہ کہاں گیا ہے؟ کیا اسے سانپ نے ڈس لیا ہے کیا وہ ہیضے سے مر گیا ہے کیا اس پر چھت گر پڑی ہے کیا اس پر بجلی گر گئی ہے۔ غرض وہ ہر دروازے پر جاتی اور قسم قسم کی باتیں کرتی۔ آخر لوگوں نے سمجھا کہ بڑھیا نے تو پہلے سے بھی زیادہ گالیاں اور بددعائیں دینا شروع کر دی ہیں اس لئے بچوں کو بند رکھنے کا کیا فائدہ۔ انہوں نے بچوں کو چھوڑ دیا۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ یہی حالت نبی کی ہوتی ہے جب مخالفت تیز ہوتی ہے تب بھی اسے تکلیف ہوتی ہے اور جب مخالف چپ کر جاتے ہیں تب بھی اسے تکلیف ہوتی ہے کیونکہ جب تک مخالفت نہ ہو لوگوں کی توجہ الٰہی سلسلے کی طرف نہیں ہو سکتی۔ نبی کی طرف سے گالیاں تو نہیں آتیں نبی کی طرف سے تو ہر صورت میں دعائیں ملتی ہیں لیکن مخالفت جب تیز ہوتی ہے تو مخالفین کے لئے بھی دعائیں ہوتی ہیں تا کہ اس میں سے سعید روحیں پھر حق کو قبول بھی کر لیں۔

پھر ایک جگہ فرماتے ہیں آپ کہ اس میں شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل بھی دریا کی طرح ہوتے ہیں اور دریا میں سے ایک قطرہ پانی کا لے لیا جائے تو اس میں کیا کمی آ سکتی ہے مگر بندہ ہی ایسا بد قسمت ہے کہ وہ خود خدا کے انعامات سے اپنے آپ کو محروم کر لیتا ہے اور ان کی طرف سے منہ موڑ کر بیٹھ جاتا ہے اور جب کوئی مامور آتا ہے تو لوگ اس کو حقیر سمجھ کر اس کا انکار کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ پھر لکھتے ہیں کہ حضرت باوا نانک کے ماں باپ بھی ان کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور کہتے تھے کہ اس نے ہماری دوکانداری خراب کر دی ہے اور ہمارے گھر میں یہ بچہ نکما پیدا ہوا ہے۔ اگر ان کے ماں باپ زندہ ہو کر آج دنیا میں آ جائیں اور دیکھیں کہ وہی بچہ جسے ہم حقیر سمجھتے تھے اب لاکھوں آدمی اس پر فدا ہیں اور اس کے نام پر جان دینے کو تیار بیٹھے ہیں اور ان میں کئی کروڑ پتی موجود ہیں تو حیران رہ جائیں۔ مگر لوگ بیوقوفی سے سمجھ لیا کرتے ہیں کہ یہ چھوٹا آدمی ہے۔ اسے ہم نے مان کر کیا کرنا ہے لیکن اللہ تعالیٰ ایسے ہی آدمیوں کو بھیجتا ہے جو بظاہر چھوٹے معلوم ہوتے ہیں اور ایک زمانہ آتا ہے کہ ان کے نام پر مر مٹنے والے لاکھوں لوگ پیدا ہو جاتے ہیں۔ فرمایا کہ اسی طرح قادیان میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے بھیجا۔ قادیان میں نہ تو پہلے ریل تھی نہ ڈاکخانہ تھا نہ کوئی دینی یا دنیوی علوم کا مدرسہ تھا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی کوئی دنیاوی وجاہت نہ رکھتے تھے اور بظاہر آپ نے جو تعلیم حاصل کی تھی وہ بھی معمولی تھی اس لئے جب آپ نے مسیحیت اور مہدویت کا دعویٰ کیا تو لوگوں نے شور مچا دیا کہ نعوذ باللہ یہ شخص جاہل ہے۔ یہ شخص کیسے مہدی ہو سکتا ہے۔ پھر لوگ یہ بھی کہتے تھے کہ اس چھوٹے سے گاؤں میں کیسے مامور آ سکتا ہے۔ اگر مامور آنا ہی تھا تو لاہور امرتسر یا اس طرح کے کسی بڑے شہر میں آنا چاہئے تھا۔ غرض لوگوں نے زبردست مخالفت شروع کی اور جو لوگ آپ کے دعویٰ کو سن کر آپ کی زیارت کے لئے قادیان آنے کا ارادہ کرتے تھے ان کو بھی روکا جاتا تھا۔ اگر وہ نہ رکتے تھے تو انہیں طرح طرح کی تکلیفیں دی جاتی تھیں۔ ان کو قسم قسم کی مصیبتوں اور دکھوں میں مبتلا کر دیا جاتا تھا۔ مگر ان تمام حالات کی موجودگی میں آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا کہ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔ یہ الہام آپ کو اس وقت ہوا جب آپ کو ایک آدمی بھی نہ مانتا تھا۔ پھر یہ الہام ہوا کہ میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ اس زمانے میں مخالفت کا یہ حال تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا ایک نوکر پیرا نامی تھا جو اتنا بیوقوف تھا کہ وہ سالن میں مٹی کا تیل ملا کر پی جاتا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کبھی کبھی کسی کام کے لئے اسے بٹالہ بھیج دیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ اس کو بٹالہ بھیجا گیا تو وہاں اس کو مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی ملے جو اہلحدیث کے لیڈر مانے جاتے تھے اور بڑے بھاری مولوی سمجھے جاتے تھے۔ ان کا کام ہی یہی تھا کہ ہر اس شخص کو جو بٹالے سے قادیان آنے والا ہوتا تھا ملتے اور کہتے کہ اس شخص یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دوکان بنائی ہوئی ہے اور جھوٹا ہے تم قادیان جا کر کیا کرو گے مگر اس کے باوجود لوگ قادیان آ جایا کرتے تھے اور مولوی صاحب کے روکنے سے نہ رکتے تھے۔ اس دن مولوی صاحب کو اور تو کوئی آدمی نہ ملا۔ پیرا ہی مل گیا۔ اس کے پاس جا کر کہنے لگے کہ پیرے! تمہیں اس شخص کے پاس نہیں رہنا چاہئے کیوں اپنا ایمان خراب کرتا ہے۔ وہ بیچارہ ان کی اس قسم کی باتیں نہ سمجھ سکا لیکن اس نے اتنا ضرور سمجھا کہ یہ کہہ رہے ہیں کہ مرزا صاحب کے پاس رہنا ٹھیک نہیں ہے۔ جب مولوی صاحب ساری بات کر چکے تو کہنے لگا مولوی صاحب میں تو بالکل جاہل ہوں اور اس قسم کی باتوں کو سمجھ نہیں سکتا البتہ اتنا سمجھا ہوں کہ آپ نے کہا ہے کہ مرزا صاحب برے ہیں مگر ایک بات تو مجھے بھی نظر آتی ہے کہ آپ ہر روز بٹالے میں چکر لگا لگا کر لوگوں سے کہتے پھرتے ہیں کہ کوئی شخص قادیان نہ جایا کرے اور دوسرے علاقوں سے آنے والے آدمیوں کو بھی روکتے ہیں اور ورغلاتے رہتے ہیں مگر مجھے تو صاف نظر آتا ہے کہ خدا ان کے ساتھ ہے آپ کے ساتھ نہیں کیونکہ آپ کی ساری کوششوں کے باوجود لوگ سینکڑوں کی تعداد میں پیدل چل کر قادیان جاتے ہیں مگر آپ کے پاس کبھی کوئی نہیں آیا۔

پھر فرماتے ہیں کہ ہماری جماعت کے ایک معزز شخص صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید بھی اسی قسم کے لوگوں میں سے تھے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعویٰ سن کر پہنچے۔ وہ حج کے لئے گھر سے نکلے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی دعوت سن کر قادیان آ گئے اور بیعت کر لی۔ بیعت کے بعد واپس گھر گئے تو افغانستان کے بادشاہ نے ان کو سنگساری کی سزا دی۔ صرف اس لئے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی بیعت کر چکے تھے۔ لوگوں نے بہتیرا زور لگایا کہ آپ اپنے عقیدے کو بدل لیں مگر وہ نہ مانے کیونکہ ان پر صداقت کھل چکی تھی۔ آخر بادشاہ نے ان کو زمین میں گاڑ کر سنگسار کرا دیا اور نہایت بے رحمی سے شہید کیا مگر انہوں نے اُف تک نہ کی اور خدا کی راہ میں اپنی جان دے دی۔ سنگساری سے پہلے ایک وزیر ان کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ تم اپنے دل میں بیشک وہی عقائد رکھو مگر صرف زبان سے ہی انکار کر دو مگر انہوں نے فرمایا میں جھوٹ نہیں بول سکتا۔ پس ان کو شہید کر دیا گیا مگر ان کے شہید ہونے کے تھوڑے عرصے بعد ہی افغانستان میں ہیضہ پھوٹا اور ہزاروں لوگ مر گئے اور اب تک دیکھیں وہ تباہی پھیلتی چلی جا رہی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر احمدی میں دینی غیرت بھی پیدا کرے۔ خدا تعالیٰ سے تعلق میں بھی بڑھائے صبر اور حوصلہ بھی پیدا فرمائے اور انسانیت کے بچانے کے لئے دعاؤں کی توفیق بھی ہمیں عطا فرمائے۔ اپنی اَناؤں پر اپنی عاجزی کو غالب کرنے والے ہوں اس کی توفیق عطا فرمائے اور مکمل طور پر اپنی رضا پر ہمیں چلائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے مشن کی تکمیل کے لئے اپنا کردار ہم ادا کرنے والے ہوں اور ہر وہ بات کرنے والے ہوں جس کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنی جماعت کے ماننے والوں اپنے ماننے والوں سے جماعت کے افراد سے خواہش کی ہے یا امید رکھی ہے۔

❁❁

EDITOR
MUNIR AHMAD KHADIM
Tel. : (0091) 1872-224757
Manager: 09464066686
Editor : 08283058886
e : badrqadian@rediffmail.com

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان
The Weekly **BADR** Qadian
Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA Qadian - 143516
Postal Reg. No. GDP/001/2013-15 Vol. 63 Thursday 6 Nov 2014 Issue No. 45

SUBSCRIPTION
ANNUAL : Rs. 550/-
By Air: 50 Pounds or 80 U.S. $
: 60 Euro
: 80 Canadian DollarPostal Reg. No. GDP/001/2013-15

Printed & Published by Munir Ahmad Hafizabadi M.A and owned by The Nigran Badr Board Qadian and Printed at Fazle-Umar Printing Press, Harchowal Road Qadian, District Gurdaspur-143516, Punjab, India and Published at Office Badr Qadian,District Gurdaspur-143516, Punjab, India. Editor: Munir Ahmad Khadim

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ السلام کے متعلق چند ایمان افروز روایات کا تذکرہ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 24/ اکتوبر 2014 بمقام مسجد بیت الفتوح لندن

تشہد،تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

دو دن ہوئے الفضل انٹرنیشنل کا تازہ شمارہ دیکھ رہا تھا۔اس میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک خطاب کا ایک حصہ دیا ہوا تھا جس میں آپ نے اس وقت 1937ء میں یہ توجہ دلائی تھی کہ ابھی کئی صحابہ موجود ہیں اس لئے ان سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حالات اور کلمات جمع کروائے جائیں کیونکہ ایک زمانہ آئے گا جب بہت سے مسائل کے حل کے لئے ان باتوں کی بہت اہمیت ہوجائے گی۔

اس وقت میں نے یہاں بیان کرنے کے لئے بعض باتیں اور واقعات لئے ہیں جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے اپنے ہیں یا آپ نے دوسروں کے واقعات بیان کئے ہیں۔اس میں نصائح بھی ہیں اور بعض باتوں کی وضاحتیں بھی۔ چند ایک آج میں بیان کروں گا کسی خاص موضوع پر نہیں بلکہ مختلف قسم کے واقعات ہیں اور آئندہ بھی حسب موقع بیان ہوتے رہیں گے انشاء اللہ۔خطبے میں اس لئے میں یہ واقعات بیان کرتا ہوں اور کروں گا کہ ایم۔ٹی۔اے کے ذریعہ سے دنیا میں خطبہ جمعہ سب سے زیادہ سنا جاتا ہے اور جیسا کہ میں نے کہا کہ بعض مسائل حل کرنے میں یہ باتیں کردار ادا کرتی ہیں۔اس لئے ہر احمدی تک یہ پہنچنا ضروری ہیں اور خطبہ ہی اس کا بہترین ذریعہ ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک کتا ہمارے دروازے پر آیا اور میں وہاں کھڑا تھا اندر کمرے میں صرف حضرت صاحب یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام تھے۔میں نے اس کتے کو اشارہ کیا اور کہا کہ ٹیپو ٹیپو۔حضرت صاحب بڑے غصے سے باہر آئے اور فرمایا تمہیں شرم نہیں آتی کہ انگریز نے تو دشمنی کی وجہ سے اپنے کتوں کا نام ایک صادق مسلمان کے نام پر ٹیپو رکھ دیا ہے اور تم ان کی نقل کر کے کتے کو ٹیپو کہتے ہو۔خبردار آئندہ ایسی حرکت نہ کرنا۔لکھتے ہیں کہ میری عمر شاید آٹھ نو سال کی تھی۔وہ پہلا دن تھا جب میرے دل کے اندر سلطان ٹیپو کی محبت قائم ہوگئی اور میں نے سمجھا کہ سلطان ٹیپو کی قربانی رائیگاں نہیں گئی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے نام کو اتنی برکت بخشی کہ خدا تعالیٰ کا مامور زمانے کا مامور اس کی قدر کرتا ہے اور اس کے لئے غیرت رکھتا ہے۔ پھر آپ لکھتے ہیں کہ اس واقعہ سے جہاں ایک طرف یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ بچے کے ہر فعل کو بلا امتیاز برداشت کرنا حلم کی تعریف میں داخل نہیں وہاں حضرت صاحب کی بے پناہ دینی اور قومی حمیت کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔وہ بچہ جو آپ کے نہایت محنت سے لکھے ہوئے قیمتی مسودات کو جن پر خدا جانے کتنے گھنٹوں یا راتوں کی محنت آپ نے صرف فرمائی ہوگی۔آن واحد میں تیلی لگا کر خاکستر کر دیتا ہے اس کا یہ فعل تو آپ برداشت فرما لیتے ہیں اور اس تکلیف کا کوئی خیال نہیں کرتے جو اس کے نتیجے میں دوبارہ آپ کو اٹھانی پڑی۔ یہ واقعہ جس کا حوالہ دے رہے ہیں وہ یہ ہے کہ ایک دفعہ حضرت مصلح موعود نے کھیل کھیل میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب کے سارے کے سارے مسودے کو آگ لگا دی لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کچھ نہیں کہا اس بات پر۔تو آپ یہی فرما رہے ہیں کہ اس کو تو برداشت کر لیا جو اتنی محنت تھی آپکی لیکن یہ برداشت نہیں ہوا کہ ایک قومی لیڈر کی ذرا سی بھی ہتک کی جائے۔فرماتے ہیں لیکن ایک مسلمان سلطان جو قومی حمیت میں شہید ہوا اور جس کے ساتھ آپ کا اسلام کے سوا کوئی اور رشتہ نہ تھا اس کے نام کو ایک بچے کا لاعلمی کی بناء پر بھی اس رنگ میں لینا جس سے اس کی تحقیر ہوتی ہو،آپ سے برداشت نہ ہوسکا۔ اس واقعہ میں ان لوگوں کے لئے بھی سبق ہے جو حضرت صاحب پر انگریز کا ایجنٹ ہونے کا الزام لگانے کی جسارت کرتے ہیں۔قومی حمیت سے لبریز وہ دل جو سلطان فتح علی ٹیپو کی محض اس لئے انتہائی عزت کرتا تھا کہ انگریز کے سامنے سر تسلیم خم کرنے کی بجائے اس نے اپنی زندگی مردانہ وار نثار کردی۔کیسے ممکن ہے کہ ایسے غیور انسان کے متعلق کسی غیر قوم کے ایجنٹ ہونے کا واہمہ تک بھی دل میں لایا جائے۔

پھر ایک جگہ آپ بیان فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک ان ماں باپ سے بڑھ کر کوئی دشمن نہیں جو بچوں کو نماز باجماعت ادا کرنے کی عادت نہیں ڈالتے۔ مجھے اپنا ایک واقعہ یاد ہے کہ ایک دفعہ حضرت صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کچھ بیمار تھے اس لئے جمعہ کے لئے مسجد میں نہ جا سکے۔ میں اس وقت بالغ نہیں ہوا تھا کہ بلوغت والے احکام مجھ پر جاری ہوں۔ چھوٹا تھا بچہ تھا۔تاہم میں جمعہ پڑھنے کے لئے مسجد کو آ رہا تھا کہ ایک شخص مجھے ملا۔اس وقت کی عمر کے لحاظ سے تو شکل اس وقت تو یاد نہیں رہ سکتی مگر اس واقعہ کا اثر مجھ پر ایسا ہوا کہ اب تک مجھے اس شخص کی صورت یاد ہے۔محمد بخش ان کا نام ہے وہ اب قادیان میں ہی رہتے ہیں میں نے ان سے پوچھا۔ آپ واپس آ رہے ہیں کیا نماز ہوگئی ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ آدمی بہت ہیں مسجد میں جگہ نہیں تھی۔ میں واپس آ گیا۔ میں بھی یہ جواب سن کر واپس آ گیا اور گھر میں آ کر نماز پڑھ لی۔ حضرت صاحب نے یہ دیکھ کر مجھ سے پوچھا کہ مسجد میں نماز پڑھنے کیوں نہیں گئے؟ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ میں بچپن سے ہی حضرت صاحب کا ادب ان کے نبی ہونے کی حیثیت سے کرتا تھا۔ میں نے دیکھا کہ آپ کے پوچھنے میں ایک سختی تھی اور آپ کے چہرے سے غصہ ظاہر ہوتا تھا۔آپ کے اس رنگ میں پوچھنے کا مجھ پر بہت اثر ہوا۔ جواب میں میں نے کہا کہ میں گیا تو تھا لیکن جگہ نہ ہونے کی وجہ سے واپس آ گیا۔آپ یہ سن کر خاموش ہو گئے لیکن جس وقت جمعہ پڑھ کر مولوی عبدالکریم صاحب آپ کی طبیعت کا حال پوچھنے کے لئے آئے تو سب سے پہلی بات جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ سے دریافت کی وہ یہ تھی کہ کیا آج لوگ مسجد میں زیادہ تھے؟ اس وقت میرے دل میں سخت گھبراہٹ پیدا ہوئی کیونکہ میں خود تو مسجد میں گیا نہیں تھا۔معلوم نہیں بتانے والے کو غلطی لگی یا مجھے اس کی بات سمجھنے میں غلط فہمی ہوئی۔ میں ان کی بات سے یہ سمجھا تھا کہ مسجد میں جگہ نہیں۔ مجھے فکر یہ ہوئی کہ اگر مجھے غلط فہمی ہوئی ہے یا بتانے والے کو ہوئی ہے دونوں صورتوں میں الزام مجھ پر آئے گا کہ میں نے جھوٹ بولا۔ مولوی عبدالکریم صاحب نے جواب دیا کہ ہاں حضور! آج واقع میں بہت لوگ تھے۔ میں اب بھی نہیں جانتا کہ اصلیت کیا تھی ۔ خدا نے میری بریت کے لئے سامان کر دیا کہ مولوی صاحب کی زبان سے بھی اس کی تصدیق کرا دی یا فی الواقعہ اس دن کوئی غیر معمولی طور پر زیادہ لوگ آئے تھے۔بہر حال یہ ایک واقعہ ہوا ہے جس کا آج تک میرے قلب پر گہرا اثر ہے۔اس سے معلوم ہوسکتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نماز باجماعت کا کتنا خیال رہتا تھا۔

فرماتے ہیں ایک دفعہ ہمارے نانا جان حضرت میر ناصر نواب رضی اللہ عنہ نے میرا اردو کا امتحان لیا۔ میں اب بھی بہت بدخط ہوں ۔لکھائی اچھی نہیں مگر اس زمانے میں میرا اتنا بدخط تھا کہ پڑھا ہی نہیں جاتا تھا کہ میں نے کیا لکھا ہے۔انہوں نے بڑی کوشش لگائی کہ پتا لگائیں میں نے کیا لکھا ہے مگر انہیں کچھ پتا نہ چلا۔ان کی طبیعت بڑی تیز تھی غصے میں فوراً حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس پہنچے۔ میں بھی اتفاقاً اس وقت گھر میں ہی تھا۔ ہم تو پہلے ہی ان کی طبیعت سے ڈرا کرتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس شکایت لے کر پہنچے تو اور بھی ڈر پیدا ہوا کہ اب نا معلوم کیا ہو۔ خیر میر صاحب آ گئے اور حضرت صاحب سے کہنے لگے کہ محمود کی تعلیم کی طرف آپ کو ذرا بھی توجہ نہیں ہے۔ میں نے اس کا ایک اردو کا امتحان لیا۔ آپ ذرا پرچہ تو دیکھیں۔ اس کا اتنا برا خط ہے کہ کوئی بھی یہ خط نہیں پڑھ سکتا۔ پھر اسی جوش کی حالت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے یہ کہنے لگے کہ آپ بالکل پرواہ نہیں کرتے اور لڑکے کی عمر برباد ہو رہی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب میر صاحب کو اس طرح جوش کی حالت میں دیکھا تو فرمایا۔ بلاؤ حضرت مولوی صاحب کو۔ جب آپ کو کوئی مشکل پیش آتی تھی تو آپ ہمیشہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کو بلا لیا کرتے تھے۔ حضرت خلیفہ اول کو مجھ سے بڑی محبت تھی۔ آپ تشریف لائے اور حسب معمول سر نیچا ڈال کر ایک طرف کھڑے ہو گئے ۔سر اٹھا کر نہیں دیکھا کرتے تھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سامنے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا مولوی صاحب! میں نے آپ کو اس غرض کے لئے بلایا ہے کہ میر صاحب کہتے ہیں کہ محمود کا

(باقی صفحہ 15 پر ملاحظہ فرمائیں)

کمپوزنگ ــــ وڈیزائننگ ــــ: کرشن احمد قادیان

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان